ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۵	رجب المرجب ۱۴۳۵ھ / مئی ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اَور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۸
اَسراء و معراج	حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانیؒ	۱۸
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۲۷
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۳۱
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۷
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۹
ایک اَنوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنیؒ دے گئے	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۴۱
فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدِّ باب کیا ہے ؟	حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب	۵۱
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۶
فضائلِ سورۂ اِخلاص	الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونیؒ	۵۸
شبِ معراج	احسان دانشؔ	۶۱
اَخبار الجامعہ	مولانا اِنعام اللہ صاحب	۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

گزشتہ تین چار ماہ سے ملک میں دینی مدارس کے خلاف عیسائیوں اور یہودیوں کی این جی اَوز کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے موجودہ حکومت سرگرمِ عمل ہے گزشتہ ماہ کے اِداریہ میں بھی اِسی پر کچھ باتیں تحریر کی گئی تھیں مگر اِن مقدس اِداروں کے بارے میں بے بنیاد منفی باتیں میڈیا کے ذریعہ مسلسل کانوں میں پڑ رہی ہیں طبیعت بوجھل تھی کہ اپنے کو مسلمان کہلانے والے ہی کفر کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

اِن ہی دِنوں ایک روز یہ ناکارہ بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لیے دارُالحدیث میں گیا کتاب کھول کر طالب علم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور عبارت پڑھنا شروع کردی، طالب علم بڑی روانی سے عبارت پڑھتا چلا جا رہا تھا، ساتھ ہی ساتھ میرا دِل و دماغ روشن ہوتا چلا جا رہا تھا اِس لیے کہ نبی علیہ السلام کے پاکیزہ اَقوال کے روشن گولے کفر کے پروپیگنڈے کی کالی چادر کو تار تار کر کے دارُالحدیث کے ماحول کو روشن کر رہے تھے میں نے اُسی وقت سوچ لیا تھا کہ اِس بار اِداریہ میں اپنے یہی محسوسات تحریر کر کے قارئین کرام کو بھی اِن اَنوارات کی چنگاریاں پہنچاؤں گا جو دارُالحدیث میں ''نور'' کے ''ظلمت'' کے ساتھ ٹکرانے سے پیدا ہو رہی تھیں۔

اگر ہر طرف نور ہی نور ہوتا تو شاید اِس کی قدر بھی نہ ہوتی مگر ظلمت کے ساتھ اِس کے تصادم نے تاریکی کی بے نوری میں نور کے ایسے شرر پیدا کیے کہ کائنات میں جس پر پڑے وہ اُس نور میں نہا کر سُرخرو ہوتا چلا گیا۔

بخاری شریف کے ''کِتَابُ الْاَدَبْ'' (UNIT) سے طالب علم نے عبارت شروع کی پھر اِس کے تحت ایک سو چھبیس باب (LESSON) ہیں وہ لگا تار ایک کے بعد دُوسرا باب پڑھتا ہی چلا گیا اِدھر نور ہی نور اور اُدھر تاریکی پر تاریکی چھاتی چلی گئی، اِن میں سے چند نورانی ''بابوں'' کے عنوانات کی ایک جھلک قارئین کرام بھی دیکھ لیں :

☆ بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ (ہم نے اِنسان کو والدین کے ساتھ اِحسان کی نصیحت کی)

☆ بَابٌ : مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَۃِ (حسنِ معاشرت کا لوگوں میں کون زیادہ حقدار ہے)

☆ بَابٌ : لَا یُجَاھِدُ اِلَّا بِاِذْنِ الْاَبَوَیْنِ (والدین کی اِجازت کے بغیر جہاد پر نہ جائے)

☆ بَابٌ : لَا یَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَہٗ (آدمی اپنے باپ کو برا نہ کہے)

☆ بَابُ : اِجَابَۃِ دُعَاءِ مِنْ بَرَّ وَالِدَیْہِ (اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے والے کے لیے دُعاؤں کی قبولیت کی بشارت)

☆ بَابٌ : عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ مِنَ الْکَبَائِرِ (ماں باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے)

اِن اَبواب میں درج ہر عنوان اِنسان کے مہذب معاشرے کے لیے اِنتہائی ضروری ہے جبکہ دُوسری طرف کالج اور یونیورسٹیوں کا تاریک ماحول اِس روشنی سے محروم ہے۔

آیئے تقابل کے لیے تعلیمی پالیسیوں کے بانیوں کی دینی پسماندگی پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر جو نعمتیں ہیں ہمارے اَندر اُن کی قدر پیدا ہو کر شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

''بائبل کا اِلہام'' نامی کتاب کا تاریک صفحہ ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا تحریر ہے :

بے اَولاد کی اَولاد

''بائبل بتاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک بیوی ''میکل'' تھی جو حضرت داؤد علیہ السلام کو چاہتی تھی، حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اُس کے حاصل کرنے کے لیے بڑی قربانی دی، میکل کے والد ''ساؤل'' نے اپنی بیٹی کی شادی کے بدلے فلستیوں کی سو کھلڑیوں (اَعضاءِ تناسل) کا مطالبہ کیا تھا مگر اُنہوں نے سسر کے مطالبے پر دوسو فلستیوں کو قتل کیا، اُن کے اَعضاءِ تناسل (کھلڑیاں) کاٹ کر حق مہر کی جگہ پیش کیے (۱۔سموئیل ۱۸: ۲۵) تب جا کر شادی ہوئی۔

یاد رہے کہ بائبل یہ بھی بتاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے فوجی جرنیل کی بیوی جو اُن کی پڑوسن تھی اُس سے زِنا کیا پھر اُس جرنیل کو مروادیا اور اُس عورت سے شادی کرلی (۲۔سموئیل ۱۱: ۲) پھر اِسی عورت کے بطن مبارک سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے (۲۔سموئیل ۱۲: ۲۴)۔

اِسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اَبی سلوم نے سب بنی اِسرائیل کے سامنے اپنے باپ کی بیویوں سے زِنا کیا (۲۔سموئیل ۱۶: ۲۲) اِسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے امنون نے اپنی بہن تمر سے زِنا کیا (۲۔سموئیل ۱۳: ۱) ایسا لگتا ہے کہ تمام گھرانہ ہی زانیوں کا تھا نعوذ باللّٰہ من ذالك .

ایک موقع پر حضرت داؤد علیہ السلام لوگوں کے سامنے برہنہ ناچنے کودنے لگے تو میکل نے اِس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اِسرائیل کے بادشاہ داؤد نے آج کے دِن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا جیسے کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے نعوذ باللّٰہ (۲۔سموئیل ٦: ۲۰) اِس پر اُسے سزا ملی اور وہ اپنے تنقیدی روّیے کی وجہ سے مرتے دم تک بانجھ پن کا شکار رہی (تفسیر الکتاب۔ ولیم میکڈونلڈ ص ۱٦۰)۔ بائبل میں اِس کا ذکر اِس طرح آیا ہے :

سوساؤل کی بیٹی میکل مرتے دم تک بے اَولاد رہی (۲۔سموئیل ۶: ۲۳)۔''

(بائبل کا اِلہام ص ۳۹۔۴۰)

مگر اِسی کتاب کے باب ۲۱ آیت ۸ میں ساؤل کی بیٹی میکل کے پانچ بیٹوں کا ذکر ہے گویا ایک عورت مرتے دم تک بے اَولاد رہی مگر اُس کے پانچ بیٹے بھی پیدا ہوئے، یہ صریح غلطی اور کھلا تضاد ہے۔...............(بائبل کا اِلہام ص ۴۰ مصنفہ: مولانا اَبومحمد اِسماعیل عارفی)

قارئینِ کرام حق اور باطل کا تقابل کر کے حق کے اَنوارات سے اپنے دل و دماغ کو منور کریں اور دینی مدارس جو کہ اِن پاکیزہ اَنوارات کو دُنیا میں پھیلا کر اِنسانوں کے اِیمانوں کی حفاظت کا فریضہ اَدا کر رہے ہیں اِن کے خلاف کفار اور اُن کے آلہ کاروں کی ہر سازش کو ناکام کر ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ دینی مدارس اور اُن کے خدام و معاونین کی حفاظت فرما کر اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بھی عطا فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔(ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حقیقی منافق کا نبی علیہ السلام کے بعد کھوج نہیں لگایا جاسکتا

آپ کے بعد منافقین کے متعلق حضرت عمرؓ کے پالیسی اِرشادات

''آدم کُش'' حجاج کے چند واقعات

(کیسٹ نمبر 78 سائیڈ A 1987 - 11 - 08)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ نے جن باتوں سے ڈرایا ہے اُن میں ایک ''نفاق'' بھی ہے۔ منافق عرفِ شرع میں اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو اِسلام ظاہر کرے اور حقیقتاً وہ نہ دِل سے مسلمان ہو نہ زبان سے جیسے کہ تنہائی میں جب اپنے ساتھیوں میں بیٹھیں تو اِسلام کے خلاف باتیں کریں اور جب مسلمانوں کے سامنے آجائیں تو اِسلام کی سی باتیں کریں یہ نفاق ہے ﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خٰدِعُھُمْ ﴾ منافقین اللہ کے ساتھ دھوکے کا معاملہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ اِسی طرح کا معاملہ کریں گے جیسا وہ کرتے ہیں اِسی طرح کا معاملہ اُن کے ساتھ ہوگا۔ اَب ''نفاق'' جو ہے وہ دِل کی چیز ہے کس آدمی کے دِل میں اِیمان ہے اور کس کے دِل میں نفاق ہے یہ پہچانا نہیں جاسکتا، کون کسی کا دِل کھول کر دیکھے کہ اِیمان ہے اِس میں یا اِیمان نہیں ہے، ممکن نہیں ہے۔

ہاں جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا تھا کہ آقائے نامدار ﷺ کو (بذریعہ وحی)

پتہ چل جاتا تھا آپ بتلا بھی دیتے تھے یعنی کچھ صحابہ کرام کو جو بہت راز داں اور راز دار تھے حفاظت کر سکتے تھے راز کی، اُن کو اُن کے نام بھی بتا دیے تھے اور وہ ایسے لوگ تھے کہ ہمیشہ ہی رہے پھر یعنی اُن کی تقدیر میں جیسے اِیمان لکھا ہی نہیں تھا اِیمان پہ آنا تھا ہی نہیں اُنہیں، ایسے لوگوں کے نام بتا دیے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا ہے صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے راز دار تھے، بہت سی باتیں ایسی اُن کے علم میں تھیں، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اُن پر اِعتماد تھا وہ فرماتے ہیں کہ لوگ تو اور طرح کے سوالات کرتے تھے میں سوالات زیادہ کرتا تھا فتنوں کے بارے میں کہ آئندہ جو فتنے آنے والے ہیں وہ کیسے ہوں گے، کس طرح کے ہوں گے، کیسے بچا جائے گا وغیرہ، میرے سوالات اِس طرح کے ہوتے تھے۔ یہ اہلیت تھی اُن میں کہ راز کی حفاظت کر سکیں اور راز کی حفاظت کرتے رہے ہیں تمام عمر۔

ایک دفعہ اُن سے پوچھا بھی گیا تو اُنہوں نے (بس اِتنا) کہا کہ اُن میں اِتنے تھے اور اَب ایک رہ گیا ہے اور اِس حالت میں ہے وہ کہ اُسے ٹھنڈے گرم کا بھی پتہ نہیں چلتا یعنی اُس کی رگیں مر چکیں پٹھے مر چکے اِس حالت میں ہے وہ۔ تو یہ تو تھے اَصل منافقین اور یہ آگ کے جہنم کے نچلے حصے میں ہوں گے ﴿ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴾ اَلعیاذ باللہ ! یہ خدا کے رسول کا اللہ کے دین کا مذاق کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام کے بعد حقیقی منافق کا کھوج نہیں لگایا جا سکتا :

وہ دَور تو ختم ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی منقطع ہو گئی کوئی سلسلہ اَب ایسا نہیں ہے کہ جس کے ذریعے قطعی طور پر پتہ چل سکے کہ یہ منافق ہے، کسی کو حق بھی نہیں ہے یہ کہ کسی کے بارے میں یہ کہہ دے کہ یہ منافق ہے اُس معنی میں جس معنی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، پھر یہ اِستعمال ہونے لگا اِسی معنی میں کہ جو آدمی ظاہر میں کچھ ہو اور پیچھے کچھ ہو اُسے بھی کہہ دیتے ہیں مگر مجازًا ہے حقیقتًا نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے اور ایسا ہی ہو گیا اور مسلمان نہیں رہا، یہ بات بھی نہیں۔

اِن کی دلداری، حکمت اور فائدہ :

رسول اللہ ﷺ نے تو اِن (منافقین) کی دِلداری ہی کی اور جو رئیس المنافقین تھا عبداللہ

اِبن اُبَیّ اُس کے بیٹے پکے مسلمان تھے اور وہ ہمیشہ دھوکے دیتا رہا مگر اِس کے باوجود جب اُس کی موت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک عنایت فرمائی، اپنا لعابِ مبارک بھی ڈالا اور نماز بھی پڑھادی، بعد میں یہ حکم نازل ہوا کہ نہ پڑھائیں اُن کی نماز ﴿ لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ﴾ اُس کی قبر پر بھی جاکر نہ کھڑے ہوں چونکہ رسول اللہ ﷺ کا وجودِ مبارک رحمت ہی رحمت ہے تو اُس کی قبر جو ایک طرح سے عذاب کا مرکز ہے اُس کے قریب جانے سے بھی منع فرمادیا کہ اِس رحمت کا اَثر وہاں نہ پہنچنا چاہیے۔ دِلداری جو فرماتے رہے اِس سے فائدہ یہ ہوا کہ اُس کی موت پر تقریبًا ایک ہزار آدمی مسلمان ہوگئے، موازنہ تو کرتا ہے نا آدمی کہ اِس کی باتیں کیسی ہیں اور دُوسرا آدمی اگر سامنے ہو تو سوچتا ہے کہ اِس کی باتیں کیسی ہیں ؟ آج بھی یہی ہے ایک آدمی اِس طرح کا ہو اور دُوسرا بات کا سچا ہو تو اِعتماد کرنے لگتے ہیں سچے پر اور رفتہ رفتہ اُس کی حقیقت کھل جاتی ہے اِعتماد ہٹ جاتا ہے سمجھ جاتے ہیں لوگ کہ یہ اِس قسم کا آدمی ہے۔ تو آقائے نامدار ﷺ کا جو روّیہ تھا وہ نہایت اچھا ظاہرًا باطنًا بڑا رعایت والا اور اُن کا ظاہر کچھ باطن کچھ تو اُس کے بعد بہت مسلمان ہوئے وہ خود نہ عیسائی تھا نہ یہودی بلکہ مشرک تھا۔

آپ کے بعد منافقین کے متعلق پالیسی، حضرت عمرؓ کے اِرشادات :

لیکن یہ دَور گزر چکا بعد میں دَور آگیا صحابۂ کرامؓ کا اَب اُنہوں نے کہا ہم پر تو وحی آتی نہیں جو کسی کو کافر کہیں یا یہ کہہ دیں کہ یہ منافق ہے یا اُس کے بارے میں اِعتقاد جمالیں کہ یہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہوگا تو اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ تقریر کی خطبہ دیا اُس میں فرمایا کہ وحی منقطع ہوگئی اِنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ . پھر کیا ہوگا ؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اِنَّمَا نَأْخُذُکُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَھَرَلَنَا مِنْ اَعْمَالِکُمْ اَب تو جو تمہارے اَعمالِ ظاہرہ ہیں جو ہمیں نظر آرہے ہیں بس اُن پر مواخذہ کرسکتے ہیں تو فَمَنْ اَظْھَرَ لَنَا خَیْرًا جو آدمی ہمارے سامنے اچھائیاں کرتا ہوا نظر آئے گا اُس پر ہم اِطمینان کریں گے اور اُس کی تصدیق بھی کریں گے اُس کو اپنے قریب بھی کریں گے اَمِنَّاہُ وَ قَرَّبْنَاہُ اور باطن اللہ کے حوالے، اللہ

جانتا ہے کہ وہ اَندر سے کیسا ہے کیسا نہیں ہے بہرحال ہمارے سامنے یہ ہے اور وَمَنْ اَظْھَرَلَنَا سُوْءً لَمْ نَاْمَنْہُ وَلَمْ نُصَدِّقْہُ جو برائی ظاہر کرے گا ہم اُس پر اِطمینان نہیں کریں گے اُس کی تصدیق نہیں کریں گے وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِیْرَتَہٗ حَسَنَۃٌ [1] اگرچہ وہ یہ دعوی کرتا رہے کہ میرا دِل بڑا اچھا ہے میں باطن میں بڑا اچھا ہوں لیکن ہم نہیں کریں گے، اُنہوں نے یہ اِعلان کیا سمجھا دیا لوگوں کو کہ وہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اَب ظاہر پر بس ہم فیصلے دیں گے اور حکم کریں گے اور سمجھیں گے، اپنے دِل میں بھی اُسے ہی جگہ دیں گے جو اچھائی کرتا ہوا نظر آئے گا اور جو برائی کرتا ہوا نظر آئے گا اُس کو وہ مقام نہیں دیں گے، یہ نفاق کیسا تھا یہ حقیقی قلبی بمقابلۂ اِیمان تھا۔

نفاق کی ظاہری علامات :

دُوسرا دَرجہ نفاق کا ہے عملی، اَعمال میں کوتاہی، آقائے نامدار ﷺ نے وہ بھی بتلایا چنانچہ ایک حدیث شریف میں یہاں آرہا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس آدمی میں یہ باتیں پائی جاتی ہوں تو وہ بالکل منافق ہے اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا اور اگر اُس میں اِن چار میں سے ایک بات پائی جارہی ہے تو اُس میں نفاق کی ایک صفت پائی جارہی ہے حتی کہ وہ اُس کو چھوڑے وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا. علامات کیا ہیں ؟

اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ اُس کے پاس اَمانت رکھو خیانت کرے۔

وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ کوئی وعدہ کرلے معاہدہ کرلے تو وعدہ شکنی کرے عہد شکنی کرے۔

وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ [2] جب جھگڑا ہو تو گالی گلوچ پر اُتر آئے۔

تو اِن چیزوں کو اگر دیکھا جائے تو آج مسلمانوں کی بڑی تعداد اِس میں مبتلا ہے، خیانت ہے مال کے لالچ میں، بات سچ نہیں کرتے جھوٹ کرتے ہیں، سودے غلط بیچ دیتے ہیں اِینٹیں بھر کے بیچ دیں گے رُوئی کے ساتھ اور پتہ نہیں کیا کیا، ملاوٹ، وغیرہ۔ اور باتوں میں جھوٹ وعدوں میں جھوٹ

[1] بخاری شریف کتاب الشھادات رقم الحدیث ۲۶۴۱ [2] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۶

اُوپر سے لے کر نیچے تک یہ ہے، عام سے لے کر خاص تک، بڑے دولت مند سے لے کر چھوٹے تک اور بڑے حاکم سے لے کر اَدنی تک یہ بات پائی جارہی ہے۔

صوفیاء کے چاروں سلسلے حضرت حسن بصریؒ کے واسطہ سے حضرت علیؓ تک :

تو اِس کے بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی ہیں صحابہ کرام کو دیکھا ہے بڑے خوش قسمت ہیں کہ اِن کی والدہ ماجدہ، زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں جب یہ دُودھ پیتے تھے، اُس زمانے میں جب یہ روتے تھے تو وہ اَپنا دُودھ اِن کے منہ میں دے دیتی تھیں تو اِنہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے، مدینہ منورہ ہی میں رہے ہیں حتی کہ دَور بدلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا وہ باہر نکلے مدینہ منورہ سے تو اُس کے بعد یہ بھی بصرہ وغیرہ آگئے پھر بصرہ ہی میں رہے اور آپ سنتے ہیں تو حسن بصری سنتے ہیں، بہت بڑے بزرگ تھے اَولیاءِ کبار میں داخل ہیں اور رُوحانی تربیت اِن کی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ہوئی اور یہ ہمارے شجرے جتنے یہاں چلتے ہیں طریقت کے سلسلے یہ سارے کے سارے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جاتے ہیں، چشتی بھی قادری بھی نقشبندی بھی سہروردی بھی، یہ چار سلسلے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، اَفغانستان اِن علاقوں میں رائج ہیں یہ، یہ چاروں کے چاروں سلسلے اُن پر جاتے ہیں۔

حضرت اَبوبکرؓ اور سلسلۂ نقشبندیہ :

نقشبندی ایک طریقہ ہے وہ اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جاتا ہے لیکن درمیان میں اُس میں اِنقطاع ہے یعنی ایک بزرگ کو فیض حاصل ہوا ہے اُن بزرگ سے کہ جن کی وفات کو پچاس سال گزر چکے تھے تو یہ رُوحانی فیض تھا۔ ایک اور بزرگ ہیں اُن کو فیض حاصل ہوا ہے رُوحانی طور پر اُن بزرگ سے کہ جن کی وفات کو ڈیڑھ سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا تو محدثین کے طرز پر متصل سلسلہ کہ زندگی میں مِلا ہو پیر سے ایسی صورت اگر دیکھی جائے تو وہ سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک جاتے ہیں تو اَکابرِ دیوبند جو ہیں اِن کے یہ سب سلسلے ہیں، وہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ والا بھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو حجاج سے خطرہ اور اُس کی وجہ :

تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ بنتے ہیں اِس لحاظ سے کہ اُنہوں نے فیض حاصل کیا ہے رُوحانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے، چلے آئے بصرہ میں اور دَور اُن کا تابعین کا اور اُس میں فتنے ہوئے طرح طرح کے حتی کہ حجاج اِبن یوسف بھی اُن کے دَور میں آیا، حجاج اِبن یوسف سے وہ چھپ کر رہتے تھے یعنی چاہتے تھے کہ میرا پتہ نہ چلے کہ کہاں ہوں میں، پہلے پتہ چلتا رہا ہے اُس کو لیکن اُس کے مزاج میں حسد بھی تھا ایک طرح کا، اُس سے بادشاہ عبدالملک اِبن مروان نے پوچھا جو خلیفہ تھا کہ صِفْ نَفْسَکَ مجھے بتاؤ تم اپنے بارے میں، اپنا حال بتاؤ، اپنا مزاج بتاؤ کہ تمہارا مزاج کیا ہے ؟ پہلے تو بچنا چاہا مگر اُس نے کہا نہیں بتاؤ بالکل صاف صاف بتاؤ تمہارے دِل میں کیا کیفیات ہوتی ہیں طبیعت تمہاری کس طرح کی ہے جسے کہتے ہیں اُفتادِ طبع یا خدا نے جو بنائی ہو فطرت وہ بتاؤ کہ کیا ہے ؟ اور وہ اِطاعتِ خلیفہ فرض سمجھتا تھا ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ سے کہ جو تم میں حکمران ہیں اُن کی اِطاعت کرو وہ سمجھتا تھا اُس کا یہ عقیدہ تھا کہ حاکمِ اعلیٰ کی اِطاعت فرض ہے۔ تو اُس نے جواب میں کہا اَنَا حَسُوْدٌ حَقُوْدٌ لَجُوْجٌ کہ حسد میرے دِل میں بہت زیادہ ہے، میرے دِل میں کینہ بہت رہتا ہے اور لَجُوْجٌ کسی چیز کے پیچھے پڑ جاؤں تو بس چھوڑتا نہیں.........لیکن اِس کا مسلک تھا کہ اِطاعتِ اَمیر فرض ہے اور جو نہیں کرے گا وہ کافر ہو گیا، یہ دماغ میں اِس کے بسی تھی اپنی طرف سے اپنے اِجتہاد سے۔

''آدم کُش'' حجاج کے چند واقعات :

لیکن بہت قابلیت والا آدمی تھا دماغی صلاحتیں نہایت اعلیٰ تھیں اور لمبا مقابلہ کرنے کی قدرت بڑی تھی اِس میں، مقابلہ بڑے جوش وخروش سے اور بہت زوردار طرح کرلیا جائے یہ ہوسکتا ہے لیکن جب لمبا ہو جائے مہینوں برسوں لڑائی ہو جائے پھر اُس پر جمے رہنا یہ بڑا مشکل ہے اِس میں ہی اَمریکا ہار گیا ویتنام میں اور اَلجزائر میں فرانس ہار گیا اور کہاں کہاں کتنی بڑی بڑی طاقتوں کو رُجوع کرنا پڑا کہ

لمبا مقابلہ بہت مشکل ہے، افغانستان میں (رُوس سے) بھی لمبا مقابلہ چل رہا ہے اور اِنشاء اللہ اُسے نکلنا پڑے گا وہاں سے، اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہی مجاہدین میں اِخلاص رہا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ کامیاب نہ ہوں، یہی کامیاب ہوں گے۔ تو اِس میں یہ (دیر تک مقابلہ والی) بات تھی بلاشبہ ورنہ حکومت اِتنی نہیں پھیل سکتی کیونکہ عبدالملک نے ایک دفعہ اِسے لکھا ہے کہ بس لڑائی بند کردو اور سیز فائر لائن قائم کرلو اور اُس کے بعد پھر اُسی کو سرحد بنالو ہماری حکومت کی اور مخالفین کی حکومت کی، وہ تنگ آ گیا لیکن اِس نے کہا کہ نہیں مجھے اور موقع دیجیے پھر اُس نے اور موقع دے دیا پھر یہ کامیاب ہوگیا اور اِس نے شکست دی۔

یہ شخص نہایت ذہین تھا حافظہ بہت عجیب تھا اور قرآنِ پاک پر اِتنا عبور تھا کہ اُلٹا بھی اِسے پتہ ہوتا تھا کہ اِس آیت سے پہلے کیا آیت ہے۔ ﴿ مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبْ ﴾ سے پہلے کون سی آیت ہے یہ بتانا بہت مشکل ہوتا ہے اِس کے لیے زبردست حافظہ چاہیے لیکن اِس خدا کے بندے کو یہ صفت حاصل تھی اور مارنے کا اِسے شوق تھا آدمیوں کو تو جو دُشمنوں کے حفاظ معروف تھے اُن کو مارنے کا بہانا یہی بنالیا اِس نے کہ بُلا کے پوچھتا تھا کہ یہ آیت ہے قرآن کی ؟ کہا کہ ہے، اِس سے پہلے کیا ہے ؟ اَب اُس سے پہلے تو نہیں آتی حافظ کو آگے کی تو آتی ہے قرآنِ پاک اُلٹا تو کوئی نہیں پڑھتا آگے ہی کو پڑھتے ہیں ﴿ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴾ سے پہلے کیا ہے وہ نہیں آئے گا اَگلا آتا ہے ایک دم ذہن میں تو اِمتحاناً کوئی پوچھتا ہو ایسی جگہ جہاں دُشمنی ہو جان کا بھی خطرہ ہو تو کوئی بتا سکتا ہے اور اَکثر نہیں بتا سکتے، اِسی پر مارتا رہا، بلاتا دُشمنوں کو تھا اِمتحان اُن سے لیتا تھا پھر ایسے مارتا تھا، یہ قتل کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی یہ ظلم ہے بہت بڑا ظلم ہے۔

اُس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ ﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ﴾ اِس سے پہلے کیا ہے ؟ اُس نے فوراً کہا اِس سے پہلے ﴿ اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ﴾ اور اِس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو یقینا جہنمی ہے، اَب یہ بدفالی بھی ہوگئی ایک طرح کی پھر اُس نے یہ کھیل

موقوف کردیا اور کوئی دُوسرا کھیل شروع کردیا۔

ایک عورت نے اِس کی لگام پکڑلی اور کہنے لگی قسم اُس ذات کی جس نے قرآنِ پاک کے نصفِ اَوّل میں ''کَلَّا'' نہیں کہا تو تھوڑی دیر اِس نے توقف کیا اور پھر کہا کہ میں نے واقعی قرآنِ پاک پر نظر ڈالی یعنی اپنے حافظہ سے اور نصفِ اَوّل میں ''کَلَّا'' نہیں ہے اگر ہوتا تو میں تیری گردن اُڑا دیتا اَب تو اپنی بات کہہ کیا چاہتی ہے ؟ وہ بات اُس کی پوری کردی۔

مطلب یہ کہ ذہن حافظہ فصاحت و بلاغت بہت بڑھی ہوئی تھی، ظلم بھی بڑا مشہور تھا تو اِس سے پوچھا کسی نے فصاحت و بلاغت کا ذکر آرہا تھا کہنے لگا میں سب سے بڑا فصیح ہوں لیکن مجھ سے بڑے حسن بصریؒ ہیں کیونکہ وہ اَوصاف بتائے اُن کے کہ اُن میں یہ وصف ہے یہ وصف ہے تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ بہت ہی معروف تھے۔

حسن بصریؒ کے بارے میں اِبن سیرینؒ کی تعبیر :

اِبن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے اَپنا خواب ذکر کیا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے ایک شخص کے بارے میں کہ ننگا ہے کوڑی پر کھڑا ہے، ڈھیر نجاست کا اور گندگی کا جو لگ جاتا ہے وہ وہاں کھڑا ہے اور ستار بجا رہا ہے یا بنسری ایسا کچھ ہے تو اُنہوں نے سنا اور سن کر کہا کہ یہ تو حسنِ بصری ہو سکتے ہیں، کہا یہ کیسے ! سچ مچ اُس نے دیکھا بھی اُنہیں ہی تھا ! اِس حالت میں دیکھا تو ذکر بھی نہیں کر سکتا تھا کسی سے کہ میں نے ایسے دیکھا ہے کہ کپڑے پہنے ہوئے نہیں ہیں عریاں حالت ہے اور بنسری بجا رہے ہیں اور گندگی کے ڈھیر پر کھڑے ہیں، تو نام نہیں لے سکتا تھا کہ میں نے اُن کو دیکھا ہے، اُنہوں نے کہا یہ صفات جو ہیں یہ حسن بصری کی ہو سکتی ہیں ! کہا کیسے ؟ تعبیر اُس نے چاہی کہ تفصیل بھی بتائیں کہ یہ تعبیر کیسے آپ نے بتائی ہے تو اُنہوں نے کہا کہ کوڑی جو ہے یہ دُنیا ہے اِسے اِنہوں نے پاؤں کے نیچے رکھا ہے اور کپڑے نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو کسی سے کوئی علاقہ (واسطہ سروکار) نہیں سوائے اللہ کے اور جو بنسری وغیرہ دیکھی ہے وہ اُن کے مواعظ ہیں۔

تو یہ بہت بڑے آدمی تھے عالم بھی ہیں اِن کے اَقوال نقل کیے جاتے ہیں فقہ میں بھی ، یعنی حدیث کی جہاں بحثیں آتی ہے اُس میں یہ ذکر آتا ہے کہ اِن کا یہ فتوی ہے اِن کا یہ فتوی ہے یہ فتوی ہے بہت آتا ہے۔

ظاہری منافق کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ کا فتوی، پھر رُجوع :

تو اِن کا ایک فتوی یہ تھا کہ جس آدمی میں یہ چار عادتیں ہوں وہ تو منافق ہوگیا یعنی فتوے کی رُو سے اِیمان سے نکل گیا یہ بڑا سخت فتوی تھا اور اُس دَور کے علماء کے خلاف تھا متشددانہ تھا یہ، تو شاگردوں میں تو وہی بات چل پڑتی ہے پھر، عقیدت مندوں میں بھی وہی بات چل پڑتی ہے جو بڑا کہہ رہا ہوتا ہے تو مکہ مکرمہ جانا آنا ہر وقت تھا ہی عمروں کے لیے اور حج کے لیے مسلمان سفر کرتے ہی رہتے تھے اور علماء جمع ہوتے ہی رہتے تھے تبادلۂ خیال کرنا پوچھنا مسائل کا پڑھنا پڑھانا یہ جاری تھا تو وہاں حضرت عطاء اِبن اَبی رَباحؒ تھے ایک مکہ مکرمہ کے اِن ہی کے معاصر ہیں اور بہت بڑے عالم، مکہ مکرمہ کے تقریبًا اپنے دَور کے بڑے عالم تھے جن کو اہلِ مکہ ایک رحمت سمجھتے تھے تو ہوتے ہوتے اُنہیں یہ بات پہنچی اِن کا کوئی خاص آدمی گیا تھا اُس سے پوچھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ حسنِ بصری یہ کہتے ہیں کہ جس میں یہ چار عادتیں ہوں وہ بالکل منافق ہے کیونکہ حدیث میں بھی آگیا اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ چار باتیں جس میں ہوں کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا خالص منافق ہے تو فتوی بھی یہی ہے تو اُنہوں نے کہا کہ میرا اسلام کہیں اُن سے پھر اُن سے پوچھیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں اُن کا کیا کہنا ہے کیا رائے ہے ؟ کیونکہ والد ہیں اور نبی (بھی) ہیں اُن سے آکر جھوٹ بول لیں، جھوٹا وعدہ کیا، لے گئے، آکر جھوٹا بیان دیا کہ بھیڑیے نے کھالیا بہرحال جتنی بھی چیزیں اِس میں آرہی ہیں وہ سب اُنہوں نے کی تھیں تو وہ منافق رہے یا مومن تھے تو حسنِ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اُنہوں نے جاکر یہ سلام کے بعد پیغام دیا تو اُنہوں نے رُجوع کرلیا خوش بھی ہوئے (کیونکہ) نفسانیت سے نہیں تھی یہ بات بلکہ سچ مچ اور علمی بات تھی جب اُنہیں یہ پہنچی تو اِس سے وہ خوش ہوئے۔

علماء کے نزدیک اِس حدیث کا مطلب :

تو اَب معنی اِس کے کیا ہیں علماء کے نزدیک ؟ علماء کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ یہ نفاق ہے عادتوں کا اور حدیث میں خود جملہ موجود ہے جس کی طرف توجہ کی جائے تو سمجھ میں آجاتا ہے کہ کَانَ مُنَافِقًا حَتّٰی یَدَعَھَا جب تک وہ عادت نہ چھوڑ دے وہ منافق ہے۔ تو عادت چھوڑنے سے عادت کا نفاق گویا جاتا رہا اُس سے، یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی عادت کے چھوڑنے سے ایسا ہو گیا جیسے کلمہ پڑھ لیا ہو دوبارہ اُس نے ، یہ تو کہیں نہیں اِس (حدیث) میں کہ دوبارہ مسلمان ہو دوبارہ کلمہ پڑھے، (بس) یہ ہے کہ چھوڑ دے جب چھوڑ دے گا تو پھر ٹھیک ہے تو مراد جو ہے اِس نفاق سے عادت کا نفاق ہے۔

مگر خبردار، کفر کا خطرہ ! :

ہاں ایک بات یہ ہے کہ جو آدمی ایسی چیزیں کرتا ہے تو ہوتے ہوتے ہوتے یہ بھی ہو سکتا ہے نتیجہ اِس کا کہ معاذ اللہ اِیمان جاتا ہی رہے بالکل یعنی رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کو بالکل نفاق کی باتیں کہا ہے کوئی آدمی اُن ہی کو اپنا وطیرہ بنالے اُن ہی پر چلتا رہے تو یہ خطرہ ضرور ہے کہ معاذ اللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رفتہ رفتہ واقعی اِیمان سلب ہوجائے اِس لیے یہ عادتیں جس میں بھی ہیں چھوڑنی چاہییں ، اَمانت میں خیانت توبہ کرنی چاہیے، جھوٹ باتیں کرے جھوٹ بولے توبہ کرنی چاہیے، وعدہ خلافی وعدے کو کوئی اہمیت ہی نہ دے اِس سے توبہ کرنی چاہیے۔ اِسی طرح سے اگر جھگڑا ہوتا ہے ایک دم گالی گلوچ پر آجاتا ہے گرم ہو کر کسی میں یہ صفت ہے تو اُس سے توبہ کرنی چاہیے، اور اُسے آقائے نامدار ﷺ کے اِرشاد کے بموجب سمجھنا چاہیے کہ یہ کبیرہ ہے معمولی نہیں ہے بڑے بڑے گناہ ہیں یہ، اِن کو معمولی سمجھنا یہ ایسی چیز ہو سکتا ہے کہ خدانخواستہ رفتہ رفتہ رفتہ اِیمان گھٹتا چلا جائے اور اُس کی جگہ نفاق بڑھتا چلا جائے وہ نفاق جو اِیمان کی ضد ہے جو اِیمان کے مقابل ہے سچ مچ والا نفاق جو ہے وہ نہ کہیں خدانخواستہ آجائے، (مگر یہ جو ذکر کیا گیا ہے حدیث میں) یہ تو عادتوں کا نفاق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر اِستقامت دے اَعمالِ صالحہ کی توفیق دے اپنی مرضیات نصیب فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے ، آمین۔ اِختتامی دُعا

اِسراء و معراج

نقلی اور عقلی بحث

﴿ شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اِسراء و معراج کا فرق :

حضور علیہ السلام کے ایک مخصوص سفر و سیر کا نام اِسراء و معراج ہے، اِس سفر کا پہلا زمینی حصہ جو مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک ہے اُس کا نام ''اِسراء'' ہے اور مسجد ِاقصی سے عالَم بالا کی آخری منزل تک کے سفر کا نام ''معراج'' ہے۔ پہلا حصہ سورۂ بنی اِسرائیل کے اَوّل میں اور دُوسرا حصہ معراج کا سورۂ نجم کے اَوّل میں مذکور ہے۔ اِس واقعہ کی تفصیل اَحادیث میں مذکور ہیں، زرقانی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ واقعہ معراج کو ۴۵ صحابہ نے حضور علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آراءِ مختلفہ دَر بارۂ معراج :

اِس واقعہ میں مندرجہ ذیل اُمور میں اِختلافِ رائے موجود ہے :

(۱) معراج کا آغاز کس مکان سے ہوا (۲) یہ واقعہ کس تاریخ کو پیش آیا (۳) اِس واقعہ کی کیفیت کیا تھی (رُوحانی یا جسمانی، منامی یا اِنقاظی) (۴) اِس سفر کی آخری حد کہاں تک تھی۔

آغازِ معراج :

قرآنِ حکیم کا بیان یہ ہے کہ سفرِ معراج مسجد الحرام سے شروع ہوا

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ﴾

''وہ خدا ہر نقص سے پاک ہے جو رات کو لے گیا اپنے خاص بندے کو مسجد الحرام سے مسجد ِاقصیٰ تک۔''

صحیحین میں اَنس بن مالک نے مالک بن صعصعہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آغازِ سفر حطیم اور حجر سے ہوا، حطیم اور حجر چونکہ ایک ہی چیز ہے اور یہ مسجد الحرام میں واقع ہے لہٰذا یہ روایت قرآن کے خلاف نہیں، نسائی میں اِبن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کا آغاز اُم ہانیؓ کے گھر سے ہوا۔

بخاری شریف میں اَبوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سَقَفُ بَيْتِىْ وَاَنَا بِمَكَّةَ کہ میرے گھر کی چھت پھٹ گئی اور میں مکہ میں تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور کے گھر سے اِس سفر کا آغاز ہوا۔ واقدی کی روایت میں ہے کہ یہ سفر شعبِ اَبی طالب سے شروع ہوا یعنی اُس دَرّہ میں جس میں اَبوطالب کا گھر تھا اور چونکہ حضور ﷺ اُس گھر میں سکونت رکھتے تھے تو بہ لحاظِ سکونت سفر کا آغاز حضور ﷺ کے مسکن یعنی گھر سے ہوا اور باقاعدہ سفر مسجدِ حرام سے شروع ہوا اور مسجدِ حرام میں بالخصوص اُس جگہ سے جو حجر و حطیم کہلاتا ہے۔

تعینِ سالِ سفرِ معراج :

یہ سفر کس سال پیش آیا، مختار قول یہ ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا یعنی نبوت کے بارہویں سال۔ اِمام نوویؒ نے فتاوی میں اِس کو مختار کہا اور اِبن حزمؒ نے اِس پر اِجماع نقل کیا ہے۔

تعینِ ماہ :

معراج کس مہینے میں ہوئی ؟ اِس میں اگرچہ ربیع الاوّل، ربیع الاخر، رمضان اور شوال کے اَقوال بھی موجود ہیں لیکن اِمام نوویؒ نے کتاب الروضہ میں ماہِ رجب کو ترجیح دی ہے، ۲۷؍رجب کی تاریخ کو اِبن عبدالبر، نووی، عبدالغنی المقدسی نے ترجیح دی ہے۔

تعینِ رات :

اگرچہ اِس میں سنیچر (ہفتہ) اور جمعہ کی شب کی روایتِ ضعیفہ بھی مذکور ہے لیکن مختار قول یہ ہے کہ معراج کا واقعہ پیر کی رات کو پیش آیا، اِبن اَثیر اور اِبن منیّر نے اِسی کو مختار کہا ہے۔

کیفیت سفرِ معراج :

یہ سفر جسم و رُوح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا یہی قول جمہور اہلِ اِسلام، علماءِ محققین، صحابہ اور تابعین کا ہے۔ اِس کے برخلاف بعض اہلِ اِلحاد[۱] نے اِس کو خواب یا رُوحانی واقعہ قرار دیا ہے اور اِس کا حضرت عائشہ اور حسن بصری کی طرف اِنتساب کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

اَلبتہ حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ کی روایت صحاح ستہ میں نہیں ہے سیرۃ اِبن اِسحاق میں مذکور ہے، دونوں کے متعلق صحیح رائے یہ ہے کہ ثابت نہیں ہیں، حضرت عائشہ کی روایت کے متعلق رُوح المعانی میں مذکور ہے لَعَلَّہٗ لَمْ یَصِحْ عَنْھَا کَمَا فِی الْبُحُوْرِ شاید یہ روایت درست نہیں جیسے کہ تفسیر بحرالمحیط میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہ سے روایت کی سند اِن الفاظ میں مذکور ہے حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ یہ مجھ کو اَبوبکر کے خاندان والوں میں سے کسی سے پہنچی ہے۔ وہ شخص جو اَبوبکر کے خاندان سے تھا مذکور نہیں تاکہ اِس کو جانچا جائے، راوی نے یہ روایت خود حضرت عائشہ سے نہیں سنی لہٰذا اُصولِ حدیث کے قواعد کے تحت یہ روایت منقطع، مجہول اور مردُود ہے۔

حضرت معاویہ کی روایت کی سند سیرۃ اِبن اِسحاق عَنْ یَّعْقُوْبَ بْنِ عُقْبَۃَ بْنِ الْمُغِیْرَۃَ بْنِ الْاَخْنَسِ یعنی اَمیر معاویہ سے روایت کرنے والا راوی یعقوب بن عقبہ ہے جس کی اَمیر معاویہ سے نہ ملاقات ہے اور نہ ہی اِس نے اُن کا زمانہ پایا۔ ائمہ رجال نے لکھا ہے ھُوَ لَمْ یُدْرِکْ زَمَنَ مُعَاوِیَۃَ اِس راوی نے حضرت معاویہ کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا یہ روایت منقطع مجہول اور مردُود ہوئی، اِس لیے نہ حضرت عائشہ سے یہ ثابت ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے اور نہ حضرت معاویہ سے، لہٰذا اِن حضرات کی طرف سے بیداری میں معراج کے سفر کا اِنکار غلط ہے۔

دِرایت اور عقل کے لحاظ سے بھی حضرت معاویہ کے واقعہ معراج کی بیداری کا اِنکار غلط ہے۔ واقعہ معراج بالاتفاق ہجرت سے قبل کا ہے اور کم اَز کم ایک سال ہجرت سے پیشتر کا ہے، اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صغیرۃ السن اور بچی تھیں اور حضور ﷺ کی زوجیت میں داخل نہیں ہوئی تھیں،

[۱] عقل پرست بددین

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واقعہ معراج کے وقت مشرف بہ اِسلام نہیں ہوئے تھے بلکہ واقعہ معراج سے آٹھ نو سال بعد مشرف بہ اِسلام ہوئے لہٰذا واقعہ معراج میں اُن صحابہ کرام کی روایت ہی صحیح ہے جو اِس واقعہ کے وقت بڑی عمر کے تھے اور مشرف بہ اِسلام تھے اور خود حضور علیہ السلام سے جو کہ صاحبِ واقعہ تھے اُنہوں نے واقعہ کی حقیقت سنی تھی، وہ سب روایات صاف دَلالت کرتی ہیں کہ یہ واقعہ بیداری اور جسمانی شکل میں پیش آیا نیز رؤیتِ باری کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اِنکار اور اِستدلال بھی جو صحیحین میں مذکور ہے اِس اَمر کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اِس سفر کے بیداری اور جسمانی صورت میں ہونے کی قائل تھیں، صرف آنکھ کے ذریعہ اللہ کو دیکھنے میں متردّد تھیں ورنہ خواب میں خدا کے دیکھنے کا کون اِنکار کرسکتا ہے۔

اہلِ اِلحاد کا اِستدلال اور اُس کا رَد :

حدیثِ شریک : اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیُقْظَانِ یا روایت فَاسْتَیْقَظَ کہ میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا یا یہ کہ پھر حضور ﷺ جاگے۔

اِس کا جواب اَوّلاً یہ ہے کہ ''شریک'' (نامی) راوی کثیر الغلط ہے اور محدثین نے اِس روایت میں اِس کی غلطی کی تصریح کی ہے اِس نے اپنے بیان میں بے ترتیبی کی ہے۔

دوم یہ کہ اِمام قرطبیؒ نے اِسی حالت کو اِبتداء پر محمول کیا ہے کہ جب سفرِ معراج کے لیے تشریف لے جانے لگے تو آپ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھے پھر بیدار ہوئے یا محدثین کے نزدیک اِنتہاءِ سفر پر محمول ہے جب حضور علیہ السلام نے سفرِ معراج طے کیا اور واپس مسجدِ حرام تشریف لائے تو تھکان کی وجہ سے سو گئے پھر بیدار ہوئے۔

اِس تطبیق کی ضرورت اِس لیے پیش آئی کہ عام مشہور روایات جو اِس سفر کی بحالتِ بیداری جسمانی طور پر ہونے پر دَال ہیں یہ روایت اُن کے مطابق ہو جائے ورنہ ''شریک'' (نامی) راوی کی روایت کو غلطی پر محمول کرنا پڑے گا کہ اُس نے اِبتداءِ سفر یا اِنتہاءِ سفر کی حالت کو درمیانی واقعہ میں بیان کیا ہے۔ اِسی طرح قرآنِ پاک کی آیت ﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنَاکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

اَلْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْآنِ﴾ کہ ہم نے نہیں کیا اِس دِکھاوے کو جو آپ نے دیکھا اور بُرا درخت مگر لوگوں کے اِمتحان کے لیے۔ اہلِ زیغ اور اِلحاد نے جس طرح ''شریک'' کی مخلوط روایت سے اِستدلال کیا اِسی طرح اِس آیت سے بھی اِستدلال کیا کہ قصہ معراج ''منامی'' واقعہ ہے کیونکہ معراج کے واقعہ کے لیے آیتِ مذکور میں لفظ رُویا اِستعمال کیا گیا ہے، وہ خواب کے معنی میں ہے۔

یہ اِستدلال بھی غلط ہے، اِس وجہ سے کہ یہ لفظ دِکھاوے کے معنی میں عربی زبان میں اِستعمال ہوتا ہے خواہ خواب میں دیکھنا ہو یا بیداری میں ہو۔

اِمامِ لغت صاحبِ قاموس نے تصریح کی ہے کہ لفظ رُویا جسم کی آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں آتا ہے نیز شعرائے قدیم میں سے ''راعی'' نے ''رُویا'' کو آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں اِستعمال کیا ہے وہ شکاری کی تعریف کر کے لکھتا ہے ۔

وَكَبَّرَ لِلرُّؤْيَا وَ هَشَّ فُؤَادُهٗ
وَ بَشَّرَ قَلْبًا كَانَ جَمًّا بَلَابِلُهٗ

''شکاری نے شکار کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا اور اُس کا دِل خوش ہوا اور ایسے دِل کو خوشخبری سنائی جس کی پریشانیاں بہت تھیں۔''

اِس شعر میں جسمانی طور پر دیکھنے کے لیے لفظ رُویا کو اِستعمال کیا گیا ہے۔ متنبّی شاعر نے بھی اِسی معنی میں ''رُویا'' کو اِستعمال کیا ہے وہ اپنے ممدوح بدر بن عمار کی تعریف میں کہتے ہیں ۔

مَضَى اللَّيْلُ وَالْفَضْلُ الَّذِیْ لَكَ لَا يَمْضِیْ
وَرُؤْيَاكَ اَحْلٰى فِی الْعُيُوْنِ مِنَ الْغَمْضِ

''رات ختم ہوئی اور تیری خوبی ختم نہیں ہوتی۔ تیرا دیکھنا آنکھوں میں نیند سے زیادہ شیریں ہے۔''

یہاں لفظ رُویا بیداری کی حالت میں اِستعمال ہوا۔ اِن دلائل سے قطع نظر اگر لفظ رُویا خواب اور بیداری دونوں حالتوں کے دیکھنے کے لیے مشترک ہے تو خود قرآن نے اِس کے بیداری کی حالت

میں دیکھنے کے معنی متعین کردیے کہ قرآن نے اِس دِکھاوے کو جو حضور علیہ السلام نے معراج میں دیکھا ''فِتْنَةً لِّلنَّاسِ'' کہہ کر اِمتحانِ اِیمان قرار دیا اور بموجب روایات اہلِ مکہ نے اِمتحانًا حضور ﷺ سے بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کے اَحوال دریافت کیے۔ اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اِس میں نہ فتنہ تھا نہ اِیمان کا اِمتحان اور نہ دَریافت کی ضرورت۔ خواب میں تو اِس سے بڑے واقعات بھی قابلِ تعجب نہیں ہوتے، معلوم ہوا کہ واقعہ بیداری کا تھا۔

قرآن سے جسمانی معراج کا ثبوت :

قرآنِ حکیم نے سورۂ بنی اِسرائیل میں واقعہ معراج کو اِس اَنداز میں بیان کیا ہے کہ جس سے معراج کا جسمانی ہونا خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اِبتداءِ سفر سے لے کر اِنتہاءِ سفر تک آپ کی ایک جیسی حالت تھی، ایسا نہیں ہوسکتا کہ اِس واقعہ کا کچھ حصہ جسمانی طور پر بیداری میں ہوا اور کچھ رُوحانی ہوا اور خواب ہو۔ سورۂ بنی اِسرائیل کی آیت یہ ہے :

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا﴾

اِس قرآنی اِرشاد میں جسمانی معراج کی وجوہات حسبِ ذیل ہیں :

(۱) واقعہ کا آغاز لفظ ﴿سُبْحٰنَ﴾ سے ہوا ہے جو تعجب کے لیے اور اِظہارِ قدرت کے لیے اِستعمال ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ معراج تعجب اَنگیز بھی ہے اور ظہورِ قدرتِ خداوندی کی نشانی بھی ہے اور یہ اِس صورت میں ممکن ہے کہ واقعہ معراج جسمانی ہو خواب نہ ہو کیونکہ خواب کیسا بھی ہو اِس میں اللہ کے اِعتبار سے نہ تعجب اَنگیزی ہے اور نہ اِس عظیم قدرت کا ظہور ہے۔

(۲) ﴿ بِعَبْدِهٖ ﴾ کے لفظ میں ظاہر کیا گیا کہ اِس واقعہ کا تعلق جسم اور رُوح دونوں سے ہے کیونکہ '' عَبْد'' رُوح و جسد دونوں کے مجموعے کا نام ہے، نہ صرف رُوح کا۔ ورنہ خدا یوں فرماتا اَسْرٰی بِرُوْحِهٖ۔ لفظ ﴿ بِعَبْدِهٖ ﴾ عبادت سے ہے اور عبادت جسم اور رُوح کے مجموعے سے متعلق ہے جیسے سورۂ جن میں حضور علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے ﴿ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ ﴾ یا سُوْرَةُ الْعَلَقْ

میں ﴿ اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾ "عَبْد" سے حضور علیہ السلام کا مجموعہ رُوح وجسد مراد ہے اسی طرح قرآن میں جہاں کہیں لفظ "عَبْد" آیا ہے رُوح وجسم کے مجموعے کے لیے اِستعمال ہوا ہے تو واقعہ معراج میں بھی وہی معنی مراد ہیں۔

(۳) تیسری وجہ لفظ ﴿اَسْرٰی﴾ ہے جو قرآن اور لغتِ عرب میں رُوح اور جسم کے مجموعہ کو رات کے وقت لے جانے کا نام ہے جیسے لوط علیہ السلام کو قرآن میں اِرشاد ہے ﴿ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ ﴾ آپ اپنے اہل کو رات کے وقت لے چلیں، نہ یہ کہ اُن کی رُوح کو لے چلیں۔ اِسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا ﴿اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴾ اے موسیٰ ! میرے بندوں کو رات کے وقت لے چلو یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔

اِن دونوں آیتوں میں وہی لفظ آیا ہے جو واقعہ معراج کے بیان میں آیا ہے یعنی ﴿اَسْرٰی﴾ کا لفظ لیکن دونوں جگہ جسمانی سیر مراد ہے نہ کہ خواب یا رُوحانی سیر، اِسی طرح واقعہ معراج کو بھی سمجھنا چاہیے۔

واقعہ معراج پر عقلی بحث :

اِس واقعہ میں عقلاً چند شبہات پیش کیے جا سکتے ہیں :

(۱) اَوّل یہ کہ اِس واقعہ کا مقصد اگر خدا کو دیکھنا تھا تو یہ اِس سفر کے بغیر بھی ممکن تھا سفر کرانے کی کیا ضرورت تھی ؟

جواب اَوّلاً یہ ہے کہ قرآن نے مقصدِ سفر بیان کیا ہے ﴿ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیَاتِنَا﴾ کہ اِس سفر کا مقصد عالمِ بالا کی اَشیاء کا دِکھانا تھا جن کے دیکھنے سے اللہ کی عظیم قدرت کا ظہور ہوتا ہے مثلاً عرش، قلم، لوحِ محفوظ، سدرۃ المنتہٰی، جنت، وغیرہ۔

دوم عالمِ بالا گناہوں سے پاک ہے اور عجائباتِ قدرت کا محل ہے، وہاں لے جانے میں خاتم الانبیاء علیہم السلام کے اعزاز واِکرام کا ظہور ہے۔

(۲) دُوسرا شبہ یہ ہے کہ اِس سفر میں حرّ وقر یعنی گرمی اور سردی سے حفاظت کا کیا اِنتظام تھا ؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ (ایک) ذلیل اِنسان نے جب ائیر کنڈیشن کے ذریعے گرمی سردی کا اِنتظام کیا ہے تو قادرِ مطلق اور خالقِ کائنات کے لیے یہ کیوں ناممکن ہے جس کے اِرادے کے آگے تمام قوانینِ طبعیہ (PHYSICAL RULES) زیرِ فرمان اور مسخر ہیں۔

محققینِ یورپ نے تصریح کی ہے کہ جس ذات نے قوانینِ طبعیہ (PHYSICAL RULES) بنائے ہیں اُن میں اُس کو مداخلت اور تبدیلی کا بھی حق حاصل ہے۔ ہم نے اُن کے مکمل حوالہ جات دُوسری تصنیفات میں لکھے ہیں اور کسی قدر میری کتاب علومِ قرآن میں بھی موجود ہیں۔

(۳) تیسرا شبہ یہ ہے کہ ایسا طویل سفر تھوڑے وقت میں کیونکر ممکن ہوسکتا ہے ؟

اِس شبہ کے جوابات حسبِ ذیل ہیں :

(i) فلاسفہ قدیم و جدید اِس اَمر پر متفق ہیں کہ حرکت کی تیزی اور سرعت کے لیے عقلاً کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی جس زمانے میں جس قدر حرکت ممکن ہو، اُس زمانے کے کروڑویں حصے میں بھی وہ حرکت ممکن ہے۔ اِس بنا پر سرعتِ حرکت معراجیہ پر شبہ کرنا اور اُس کو ناممکن قرار دینا (قدیم و جدید) دونوں فلسفوں کے خلاف ہے۔ اَلبتہ مشاہدہ میں ایسی تیز حرکت نہ آنے کی وجہ سے یہ سفر تعجب اَنگیز ضرور ہے جیسے جدید تیز رفتار میزائل قبل اَز مشاہدہ پہلے زمانے میں محلِ تعجب تھے لیکن اَب نہیں۔

(ii) اِس سفر میں جو سواری اِستعمال ہوئی ہے اُس کو ''براق'' کہا جاتا ہے اور برق اور بجلی کی تیز رفتاری ضرب المثل ہے پھر براقیت کے بھی مختلف درجات ہیں اگر چہ عالمِ سفلی کی بجلی ہو لیکن اگر یہ براقیت عالمِ علوی کی ہو جن کی قوت ماوراء العقل ہے تو اِس کی سرعت بے نظیر ہوگی بالخصوص جبکہ حدیث کے مطابق حدِ نگاہ کی دُوری اُس کے لیے ایک قدم تھا۔

(iii) اِس سواری کا اَوّلاً شوخی کرنا اور پھر جبرائیل علیہ السلام کے بتلانے پر شرم و حیا کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہونا اِس اَمر کی دلیل ہے کہ یہ سواری صاحبِ عقل تھی اگر چہ عقل کو خدا ہر چیز میں پیدا کر سکتا ہے بلکہ ہر چیز میں کسی قدر (موجود بھی) ہے جیسے ﴿کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسْبِیْحَہٗ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اپنی دُعا و تسبیح کو جانتی ہے، لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ مَلکی قوت کو اِس سواری کی

شکل میں متجسد کر دیا گیا ہو اور یہ سواری مَلکی قوت کا مجسمہ ہو اور ملائکہ کے لیے یہ مسافت طے کرنا ایک لمحہ کا کام ہے۔

(iv) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محققینِ صوفیہ کے بیان کے مطابق جسم پر بعض اَوقات رُوح کے اَحکام غالب آتے ہیں جبکہ رُوح زیادہ پاک اور لطیف ہو۔ایسی صورت میں جسم اپنا ثقل چھوڑ کر تابع رُوح بن جاتا ہے۔خود اِس اَحقر کے ایک فاضل متقی مرید مولوی بشیر احمد لائل پوری کو دورانِ ذکر یہ حالت پیش آئی، یہاں تک کہ بدن کا ثقل اور دباؤ ختم ہوگیا اور وہ چارپائی جو پہلے بیٹھنے سے دبتی تھی اِس حالت کے بعد چارپائی نہیں دبتی تھی۔ اِس مضمون کو صدر شیرازی نے اَسفارِ اَربعہ میں مدلل بیان کیا ہے۔تو حضور علیہ السلام کی رُوح جو اَفضل الارواح ہے اُس کے بھی اَحکام بدنِ حضور علیہ السلام پر غالب آگئے اور جس طرح رُوح کے لیے ملائکہ کی طرح تھوڑے وقت میں عالمِ بالا کو پہنچنا آسان ہے حضور علیہ السلام کے لیے بھی واقعہ معراج میں ایسا ہوا اور گویا سواری کا ہونا اِس صورت میں فقط اِعزاز کے لیے تھا۔

(v) قدیم فلسفہ میں پتھر کا اُوپر سے زمین پر جلد پہنچنا میلانِ مرکز کا نتیجہ ہے اور جدید فلسفہ میں کششِ زمین کا نتیجہ ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ معراج میں رُوحِ محمدی ﷺ کو بوجہ کشش عرش یا کشش اِلٰہی کے دفعۃً عالمِ بالا میں پہنچنے کی نوبت آئی ہو اور سواری صرف اِعزاز و اِکرام کے لیے ہو یا دونوں چیزوں کو دخل ہو۔

(vi) اَحادیثِ صحیحہ میں روانگیٔ معراج سے قبل حضور علیہ السلام کا شقِ صدر کیا گیا اور سینہ آپ کا چیر کا اُس میں عالمِ علوی کی کوئی چیز ڈال دی گئی جس سے آپ کی رُوحانی قوت میں اِضافہ مقصود تھا اور آپ کی ذات میں اِس عجیب سفر کے لیے قابلیت اور اِستعداد پیدا کر کے وہ قوت بھی عطا کرنی مقصود تھی جو ملائکہ کو حاصل ہے تاکہ تھوڑے وقت میں ملائکہ کی طرح یہ سفر بآسانی طے ہو سکے۔اگرچہ یہ قوتِ مَلکی آپ کے لیے وقتی ضرورت کے تحت ہو اور ملائکہ کے لیے دائمی کیونکہ اُن کی آمد و رفت کی ضرورت عالمِ بالا کو دائمی ہے۔ (باقی صفحہ ۴۰)

قسط : ۵

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمة اللہ علیہ ﴾

چوتھا سبق : روزہ

روزہ کی اہمیت اور فرضیت :

اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں اِیمان و نماز اور زکوة کے بعد روزہ کا درجہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے :

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (سُورة البقرہ : ۲۳)

''اے اِیمان والو ! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلی اُمتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا تا کہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہو۔''

اِسلام میں پورے مہینہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور جو شخص بلا کسی عذر اور مجبوری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت ہی سخت گناہگار ہے ایک حدیث میں ہے کہ :

''جو شخص بلا کسی معذوری اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے، وہ اگر اِس کے بدلہ ساری عمر بھی روزہ رکھے تو اِس کا پورا حق اَدا نہ ہو سکے گا۔''

روزوں کا ثواب :

روزہ میں چونکہ کھانے پینے اور نفسانی شہوت کے پورا کرنے سے اپنے نفس کو عبادت کی نیت سے روکا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی خواہشوں اور لذتوں کو قربان کیا جاتا ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اِس کا ثواب بھی سب سے نرالا اور بہت زیادہ رکھا ہے ایک حدیث میں ہے کہ :

''بندوں کے سارے نیک اَعمال کی جزا کا ایک قانون مقرر ہے اور ہر عمل کا ثواب اُسی مقررہ حساب سے دیا جائے گا لیکن روزہ اِس عام قانون سے مستثنٰی ہے اِس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ بندہ روزے میں میرے لیے کھانا پینا اور اپنے نفس کی شہوت کو قربان کرتا ہے اِس لیے روزہ کی جزا بندا کو میں خود براہِ راست دُوں گا۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے :

''جو شخص پورے اِیمان و یقین کے ساتھ اور اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اور اُس سے ثواب لینے کے لیے رمضان کے روزے رکھے تو اُس کے پہلے سب گناہ معاف کردیے جائیں گے۔''

ایک اور حدیث میں ہے :

''روزہ دار کے لیے فرحت کے دو خاص موقعے ہیں ایک خاص فرحت اُس کو اِفطار کے وقت اِس دُنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے اور دُوسری فرحت آخرت میں اللہ کے سامنے حاضری اور بارگاہِ اِلٰہی میں باریابی کے وقت حاصل ہوگی۔''

ایک اور حدیث میں وارِد ہوا ہے کہ :

''روزہ دوزخ کی آگ سے بچانے والی ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے (جو دوزخ کے عذاب سے روزہ دار کو محفوظ رکھے گا)۔''

ایک اور حدیث میں وارِد ہوا ہے کہ :

''روزہ دار کے لیے خود روزہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا کہ میری وجہ سے اِس بندے نے دِن کا کھانا پینا اور خواہش ِنفس کا پورا کرنا چھوڑا تھا (بس اِس کو بخش دیا جائے اور اِس کو پورا حق دیا جائے) تو اللہ تعالیٰ روزہ کی یہ سفارش قبول فرمالے گا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

''روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو بعض اَوقات معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہے۔''

اِن حدیثوں میں روزہ کی جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں اِن کے علاوہ اِس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اِنسانوں کو دُوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتا ہے۔ جب جی چاہا کھالیا، جب جی چاہا پی لیا اور جب نفسانی خواہش ہوئی اپنے جوڑے سے لذت حاصل کرلی، یہ شان حیوانوں کی ہے اور کبھی نہ کھانا، کبھی نہ پینا اور جوڑے سے کبھی لذت حاصل نہ کرنا یہ شان فرشتوں کی ہے۔ بس روزہ رکھ کر اِنسان دُوسرے حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور فرشتوں سے ایک طرح کی مناسبت اِس کو حاصل ہوجاتی ہے۔

روزوں کا خاص فائدہ :

روزے کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اِس کی وجہ سے آدمی میں تقوی اور پرہیز گاری کی صفت پیدا ہوتی ہے اور اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت آتی ہے اور اللہ کے حکم کے مقابلہ میں اپنے نفس کی خواہش اور جی کی چاہت کو دَبانے کی عادت پڑتی ہے اور رُوح کی ترقی اور تربیت ہوتی ہے۔

لیکن یہ سب باتیں جب حاصل ہوسکتی ہیں کہ روزہ رکھنے والا خود بھی اِن کے حاصل کرنے کا اِرادہ رکھے اور روزے میں اِن تمام باتوں کا لحاظ رکھے جن کی ہدایت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے یعنی کھانے پینے کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پرہیز کرے، نہ جھوٹ بولے، نہ غیبت کرے، نہ کسی سے لڑے جھگڑے، اَلغرض روزہ کے زمانہ میں تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے پوری طرح بچے جیسا کہ حدیثوں میں اِس کی تاکید کی گئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جب تم میں سے کسی کے روزے کا دِن ہو تو چاہیے کہ کوئی گندی اور بری بات اُس کی زبان سے نہ نکلے۔ اور وہ شور وشغب بھی نہ کرے اور اگر کوئی آدمی اُس سے جھگڑا کرے اور اُس کو گالیاں دے تو اُس سے بس یہ کہہ دے کہ میں روزے سے

ہوں (اِس لیے تمہاری گالیوں کے جواب میں بھی گالی نہیں دے سکتا۔)''

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جو شخص روزے میں بھی غلط گوئی اور غلط کاری نہ چھوڑے تو اللہ کو اُس کے کھانا پانی چھوڑنے کی کوئی ضرورت اور کوئی پرواہ نہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''کتنے ہی ایسے روزہ دار ہوتے ہیں (جو روزہ میں بری باتوں اور برے کاموں سے پرہیز نہیں کرتے اور اِس کی وجہ سے) اُن کے روزوں کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔''

اَلغرض روزے کے اَثر سے رُوح میں پاکیزگی اور تقویٰ و پرہیزگاری کی صفت اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت جب ہی پیدا ہوگی جبکہ کھانے پینے کی طرح دُوسرے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پرہیز کیا جائے اور خاص کر جھوٹ، غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ سے زبان کی حفاظت کی جائے۔ بہرحال اگر اِس طرح کے مکمل روزے رکھے جائیں تو اِنشاء اللہ وہ سب فائدے حاصل ہو سکتے ہیں جن کا اُوپر ذکر کیا گیا اور ایسے روزے آدمی کو فرشتہ صفت بنا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ روزے کی حقیقت اور اُس کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اِس کے ذریعہ اپنے اندر تقوی اور پرہیزگاری کی صفات پیدا کریں۔

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۵

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کا قصہ ﴾

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا o اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا o فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا o فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا o وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴾ (سُورۃ الشمس ۱۱ تا ۱۵)

''جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے، جب اُٹھ کھڑا ہوا اُن میں بڑا بد بخت، پھر کہا اُن کو اللہ کے رسول نے خبردار رہو اللہ کی اونٹنی سے اور اُس کے پانی پینے کی باری سے، پھر اُنہوں نے جھٹلایا اُس کو پھر پاؤں کاٹ ڈالے اُس کے، پھر اُلٹا مارا اُن پر اُن کے رب نے بہ سبب اُن کے گناہوں کے پھر برابر کر دیا سب کو، اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے۔''

قومِ ثمود عرب کے سرسبز شاداب خطے میں آباد تھی جس میں باغات اور پانی کے چشمے بکثرت تھے اِسی لیے یہ علاقہ بڑا خوشحال تھا اللہ نے قومِ ثمود کو وافر رِزق عطا فرمایا تھا۔ اہلِ ثمود زراعت میں مہارت رکھتے تھے اور عمارات بنانے میں باکمال تھے سواُنہوں نے اپنے لیے میدانوں اور پہاڑوں میں بڑے بڑے گھر اور محلات تعمیر کیے۔ قومِ ثمود نے ایک طویل عرصہ اَمن و آشتی میں گزارا لیکن وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتے تھے اور ناحق کفر و تکبر میں مبتلا تھے۔ اُنہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اَپنا معبود بنا رکھا تھا اللہ نے اُن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اُنہیں اُس کے اَنجام سے ڈرائیں چنانچہ آپ نے اُن سے فرمایا :

﴿ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴾ (سُورہ ھود : ۶۱)

''اے قوم ! بندگی کرو اللہ کی، کوئی حاکم نہیں تمہارا اُس کے سوا۔ اُسی نے بنایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اِس میں۔ سو گناہ بخشواؤ اُس سے اور رُجوع کرو اُس کی طرف، تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا۔''

پیغمبرِ خدا حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی طرف بلاتے رہے۔ آپ کی قوم کے بعض ضعفاء آپ کی دعوت پر اِیمان لائے اور متکبر لوگ آپ سے دُور بھاگتے تھے اور مومنین سے کہتے تھے :

﴿ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۷۵)

''کیا تم کو یقین ہے صالح کو بھیجا ہے اُس کے رب نے۔''

یہ فقراء بڑے اِعتماد اور وثوق سے اُنہیں جواب دیتے :

﴿ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۷۵)

''ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اُس پر یقین ہے۔''

کفار جواب دَر جواب میں کہتے :

﴿ اِنَّا بِالَّذِیْ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۷۶)

''جس پر تم کو یقین ہے ہم اُس کو نہیں مانتے۔''

پیغمبرِ خدا حضرت صالح علیہ السلام اُنہیں دعوت دیتے رہے اور فرماتے رہے :

﴿ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ہ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اَتُتْرَکُوْنَ فِیْ مَا ھٰھُنَآ اٰمِنِیْنَ ہ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ

وَّزُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ o وَّتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ (سُورۃ الشعراء : ۱۴۳ تا ۱۵۰)

''میں تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر، سوڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو، اور نہیں مانگتا میں تم سے اِس پر کچھ بدلہ، میرا بدلہ اُسی جہان کے پالنے والے پر، کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے، باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف کے، سوڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔''

مگر وہ لوگ کفر اور سرکشی پر تلے رہے اور حق کے راستے سے روکتے رہے حتی کہ اُنہوں نے حضرت صالح علیہ السلام پر بہتان باندھنے سے بھی گریز نہیں کیا، کہنے لگے :

﴿اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ o ءَ اُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴾ (سُورۃ القمر : ۲۴ ، ۲۵)

''کیا ایک آدمی ہم میں کا اَکیلا ہم اُس کے کہنے پر چلیں گے تو ہم غلطی میں پڑے، اور سودا میں کیا اُتری اُسی پر نصیحت ہم سب میں سے، کوئی نہیں یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے۔''

جب اُن کی گمراہی اور بڑھی تو آپ پر جادُو کی تہمت لگائی، کہنے لگے :

﴿ اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴾ (سُورۃ الشعراء : ۱۵۳)

''تجھ پر کسی نے جادُو کیا ہے۔''

پھر اُنہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ کوئی معجزہ پیش کریں جو آپ کی دعوت کی تصدیق کرے اور ثابت کرے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، کہنے لگے :

﴿ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (الشعراء :۱۵۴)

''تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم، سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے۔''

حضرت صالح علیہ السلام نے عاجزی کے ساتھ اللہ سے دُعا کی اے اللہ ! معجزے کے ذریعے میری مدد فرما تاکہ اِس معجزے کے ذریعے میری تصدیق ہو جائے پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور اُنہیں ایک معجزہ عطا فرمایا۔ وہ معجزہ کیا تھا ؟ ایک بہت بڑی اُونٹنی جو لوگوں کے سامنے پہاڑ کی چٹانوں سے نکلی لوگوں نے اِس سے پہلے کبھی ایسی اُونٹنی نہیں دیکھی تھی، نہ جسامت کے اِعتبار سے نہ خوبصورتی اور خوش جمالی کے اِعتبار سے۔ اِسے دیکھ کر لوگوں پر شدید دہشت طاری ہوگئی اور لوگوں کے دو گروہ بن گئے، ایک فریق نے اِس معجزے کی تصدیق کی اور ایک نے تصدیق نہ کی بلکہ وہ اِسے حضرت صالح علیہ السلام کا جادُو سمجھنے لگے۔ پیغمبرِ خدا حضرت صالح علیہ السلام نے اُس سے کہا :

﴿ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴾ (سُورہ ھود :۶۴)

''اے قوم ! یہ اُونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لیے نشانی۔ سو چھوڑ دو اِس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور مت ہاتھ لگاؤ اِس کو بری طرح، پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد۔''

پھر اللہ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ اِن لوگوں سے یہ فرمائیں کہ اُن کے کنوؤں سے جو پانی نکلتا ہے اُسے ایک دِن یہ اُونٹنی اکیلی پیے گی کہ کوئی اور جانور یا اِنسان اُس دِن پانی نہیں پیئے گا پھر اگلے دِن وہ سب پئیں گے یہ اُونٹنی نہیں پیے گی، اِسی طرح یہ نظام چلتا رہے اور اُنہیں اِس بات پر عمل کرنے کی تاکید فرمادیں کہ وہ اِس کی مخالفت نہ کریں ورنہ اللہ کے شدید عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے اور اُنہیں یہ بھی تاکید فرمادیں کہ اِس کے ساتھ ظلم کرنے اور ایذا رَسانی سے پرہیز کریں چنانچہ آپ نے اُن سے فرمایا :

﴿ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾ (سُورۃ الشعراء : ۱۵۵ ، ۱۵۶)

''یہ اُونٹنی ہے اِس کے لیے پانی پینے کی ایک باری اور تمہارے لیے باری ایک دِن کی مقرر۔ اور مت چھیڑیو اِس کو بری طرح سے پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دِن کی۔''

اُنہوں نے معجزے کو جھٹلایا اور سرکشی اور کفر و تکبر میں مبتلا ہو گئے اور ایک دِن سب جمع ہو کر اِس بات پر متفق ہو گئے کہ اِس اُونٹنی سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اُنہوں نے چند لوگوں کو منتخب کیا کہ وہ اُونٹنی کو ذبح کر دیں، اِس طرح اُنہوں نے اُونٹنی کو ذبح کر ڈالا اور شیطان نے اُن کے اَعمال کو اُن کی نظر میں مزین کر ڈالا گویا کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو چیلنج دیا۔ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اُن کا یہ عمل دیکھا تو اُنہیں اللہ کے عذابِ قریب کی خبر دی اور فرمایا :

﴿ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ ﴾ (سُورہ ہود : ۶۵)

''فائدہ اُٹھالو اپنے گھروں میں تین دِن، یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔''

لیکن قومِ ثمود اپنی گمراہی اور کفر میں سرتاپا غرق تھی چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ اللہ نے اپنے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ وہ اپنے گھر والوں اور دیگر مومنین کو یہاں سے نکال کر لے جائیں اور اِن کفار کو چھوڑ دیں اِن پر عنقریب اللہ کا عذاب نازل ہونے والا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود سے اِنتقام کا وعدہ فرمایا تھا اُس وقت آسمان سے ایک سخت چیخ بلند ہوئی جس نے اُن کے کانوں کے پردے پھاڑ دیے اور زمین پر شدید زلزلہ طاری ہو گیا یہ لوگ اپنے گھروں میں مردہ ہو کر گر پڑے اور اُن کی رُوح پرواز کر گئی۔ اللہ رب العزت نے سچ فرمایا :

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ o وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ o کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا کَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ o ﴾

(سُورہ ہود : ۶۶ تا ۶۸)

''پھر جب پہنچا حکم ہمارا، بچادیا ہم نے صالح کو اور جو اِیمان لائے اُس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اُس دِن کی رسوائی سے، بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا۔ اور پکڑلیا اُن ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اَوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں۔ سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے، سن لو پھٹکار ہے ثمود کو۔'' (جاری ہے)

وفیات

۳؍اپریل کو بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مرید جناب شوکت علی صاحب میر پور آزاد کشمیر میں وفات پاگئے۔

۴؍اپریل کو سخاکوٹ میں اَسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل صاحبؒ کے چھوٹے صاحبزادے جناب زُہیر اَحمد صاحب کا کاخیل وفات پاگئے۔

گزشتہ ماہ جناب حکیم رفیع الدین صاحب نوشہرہ میں وفات پاگئے۔

گذشتہ ماہ لاہور کے جناب فردوس گل صاحب وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۵

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

زنانہ اسکول اور مدارس سے متعلق حضرت تھانوی ؒ کی رائے :

اِس تقریر سے دو جزئیوں کا حکم معلوم ہوگیا جن کا اِس وقت بے تکلف شیوع ہے ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور عام مدارس کی طرح اُس میں مختلف اَقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا، گو معلّمہ مسلمان ہی ہو اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دِکھلا دیا ہے اور تجربہ کرادیا ہے کہ یہاں ایسے اِمکانات جمع ہوجاتے ہیں جن کا اُن کے اَخلاق پر برا اَثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اَکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے اور اگر اُستانی بھی کوئی آزاد یا مکار مِل گئی تو کریلہ اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے۔ اور دُوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی مہم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اِختلاط ہو تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ اِیمان کی۔ (اِصلاح اِنقلاب ص۲۹۴)

زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر :

آج کل زنانہ اسکول کے ذریعہ سے یا زنانہ مدارس کے ذریعہ سے تعلیم دینا تو سمِ قاتل ہے۔ میں مدارسِ نسواں کو پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم ہی کے تحت ہوں۔ تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو ورنہ اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے بس اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ دو، عورتوں کو گھر میں ہی رکھ کر تعلیم دو، اگر عربی تعلیم دو تو سبحان اللہ ورنہ اُردو ہی میں دینا چاہیے۔ میرا ایک وعظ حقوق البیت ہے اُس کے اَخیر میں اِس پر مفصل کلام کیا گیا ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

شرفاء نے کبھی اِس کو پسند نہیں کیا کہ لڑکیوں کے لیے زنانہ مدرسہ ہو۔ قصبات میں عموماً لڑکیاں لکھی پڑھی ہوتی ہیں مگر سب اپنے اپنے گھروں میں تعلیم پاتی ہیں، مدرسہ میں کسی نے بھی تعلیم نہیں

پائی، گھروں پر تعلیم پانے سے لڑکیوں کا کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ پڑھانے والی بھی نیک اور پردہ نشین ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی پردہ ہی میں رہ کر تعلیم پاتی ہیں۔ باقی یہ جو آج کل زنانے اسکول ہوئے ہیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بہت ہی مضر ہیں رہا یہ کہ کیوں مضر ہیں ؟

چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اسکول میں پردہ کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے اور پردہ کے ساتھ لڑکیوں کو بند گاڑی میں پہنچا دیا جاتا ہے تو پھر اِن کے مضر ہونے کی کیا وجہ ہے ؟ تو ہمیں اِس کی علت کی خبر نہیں مگر تجربہ یہی ہے کہ اسکولوں کی تعلیم عورتوں کو بہت ہی مضر ہوتی ہے اِس سے اُن میں آزادی اور بے حیائی اور پردہ سے نفرت کا مضمون پیدا ہو جاتا ہے اور (عورت کا سب سے بڑا وصف) حیاء ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی، اگر یہ نہ رہا تو پھر اِس سے نہ کوئی خیر متوقع اور نہ کوئی شر مستبعد اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ (جب تم میں حیاء نہ رہے سو جو چاہو کرو)۔ (حقوق البیت ص ۳۲)

یہ میری رائے ہے فتوی نہیں ہے :

یہ میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ زنانہ مکتب قائم کیا جائے جیسے مردانے مکتب با قاعدہ ہوتے ہیں۔ اِس باب میں واقعات اِس کثرت سے ہیں کہ اِن واقعات نے یقین دلایا ہے کہ ایسے مکتبوں کا حال اچھا نہیں ہوتا اور اِمتحان ہو جانے کے بعد ہمیں وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ میری رائے ہے میں فتوی نہیں دیتا ہوں اگر تجربہ سے دُوسری تجویز مفاسد سے خالی ہو تو اُس پر عمل کیا جائے مگر عورتوں کو تعلیم ضرور دینا چاہیے لیکن مذہبی تعلیم نہ کہ تعلیمِ جدید۔ (العاقلات الغافلات ص ۳۲۴)

زنانہ اسکول میں مفسدہ کی وجہ اور اَصل بنیاد :

تعلیم نسواں کا مسئلہ بڑا مشکل ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کا مدرسہ ہوتا ہے وہاں مفاسد بھی ضرور پیدا ہوتے ہیں کہیں آنکھ لڑ گئی کہیں اور بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں، ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں اِس کا اَثر یہ ہوا کہ بڑے بوڑھوں کا طبقہ تو خود تعلیم نسواں کے مخالف ہو گیا حالانکہ یہ بھی غلطی ہے کیونکہ اِس میں تعلیم کا قصور نہیں بلکہ منتظمین اور طرزِ تعلیم کا قصور ہے۔ (باقی صفحہ ۶۰)

قسط : ۲۶

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ ﴾

اَمیرالمؤمنین حضرت عثمان بن عفّان ذوالنّورینؓ

حضرت ذوالنورینؓ کی خلافت :

حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ جب اِس دُنیا سے رُخصت ہونے لگے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ کسی کو اپنی جانشینی کے لیے نامزد کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چھ شخص ہیں: عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن اَبی وقاصؓ اِن سے زیادہ کوئی مستحقِ خلافت نہیں، اِن میں سے کسی کو منتخب کر لینا مگر تین دِن سے زیادہ اِنتخاب میں دیر نہ کرنا چنانچہ حضرت فاروقِ اعظمؓ کے دفن کرنے کے بعد یہ چھ حضرات جمع ہوئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ چھ میں سے تین کو سب اِختیار دے دیے جائیں، حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا اِختیار علیؓ کو دے دیا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے عثمانؓ کو دیا، حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اِختیار عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اچھا عثمانؓ و علیؓ میں سے جو اپنی خلافت نہ چاہتا ہو اِنتخاب کا اِختیار اُسی کو دیا جائے، یہ سن کر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اچھا میں اپنے لیے خلافت نہیں چاہتا لہٰذا میرے سپرد کر دیجئے میں آپ دونوں میں سے جو اَفضل ہوگا اُس کا اِنتخاب کردُوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو یہ اِختیار دے دیا گیا اور اُن کو تین دِن کی مہلت دی گئی۔

حج کا موسم تھا لوگ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے لہٰذا علاوہ مدینہ کے دُوسرے مقامات کے مسلمانوں کا اِجتماع بھی اُس وقت نہایت زیادہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

نے خفیہ طور پر ہر مسلمان کی رائے لی۔ وہ فرماتے ہیں مجھے دو شخص ایسے نہ ملے جو حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر ترجیح دیتے ہوں لہٰذا بغیر کسی نزاع و اِختلاف کے حضرت عثمانؓ کا اِنتخاب ہو گیا اور سب نے اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی۔

بارہ دِن کم بارہ سال آپ نے خلافت کے فرائض اَنجام دیے، اِسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی آپ کے عہدِ مبارک میں قائم رہا اور مسلمانوں کی دینی و دُنیوی ترقیاں یومًا فیومًا بڑھتی رہیں۔

اِس بارہ سال میں چھ سال تک تو نظامِ حکومت ایسا درست رہا کہ کسی کو کوئی شکایت نہیں تھی، سب لوگ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے مگر آخری چھ سال میں آپ نے اپنے اَعزاء واَقارب کو عہدوں پر مقرر کیا اور اُنہوں نے کام کو خراب کردیا۔ صلہ رُحمی کی صفت کا آپ پر غلبہ تھا، اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ صفت بڑی عمدہ صفت ہے مگر کوئی چیز کیسی ہی عمدہ سے عمدہ ہو جب وہ حد اِعتدال سے تجاوز کر جائے تو خرابی پیدا ہوتی ہے تاہم یہ خرابیاں یا کمزوریاں بمقابلہ اُن خوبیوں کے جو آپ کی ذات والا صفات میں تھیں اور بمقابلہ اُن عظیم الشان خدمات اِسلامیہ کے جو کہ آپ نے اَنجام دیں ہرگز قابلِ اِعتراض نہیں ہو سکتیں۔ (جاری ہے)

بقیہ : اِسراء ومعراج

(vii) رُوحِ محمدی ﷺ جو اَلطف الاشیاء ہے اِس کا ایک رات میں جسم پر اَثر ڈال کر ایک رات میں طویل سفر کرنا اِس کی نظیر ''لطیف'' اَشیاء میں موجود ہے۔ سورج کی شعاع ۹ رکروڑ تیس لاکھ میل چند سیکنڈ میں طے کر کے زمین پر پہنچتی ہے اور شعاعِ بصری اَربوں بلکہ کھربوں میل دُور کے ستاروں تک آنکھ کی جھپک میں پہنچ جاتی ہے۔

(ماخوذ : ماہنامہ اَنوارِ مدینہ، رجب ۱۳۹۰ھ/ستمبر ۱۹۷۰ء)

ایک اَنوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنی دے گئے

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ﴾

۱۹؍ جمادی الثانی/ ۲۰؍ اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ''مجلس یادگارِ شیخ الاسلام پاکستان لاہور'' کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے تیسرے شیخ الاسلام سیمینار میں شرکت کی غرض سے ہمدرد ہال لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ نے ''حضرت مدنی کی سیاسی خدمات'' کے موضوع پر بیان فرمایا جس کی اِفادیت کے پیشِ نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔(اِدارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ ! ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾

اِس دُنیا میں دین کی خدمت کے حوالے سے بہت بڑے بڑے حضرات گزرے ہیں اور اُنہوں نے قربانیاں بھی دی ہیں اور اِس دور میں بھی موجود ہیں اور دین کے مختلف شعبوں میں دین کی خدمت کررہے ہیں قربانیوں کی ضرورت پیش آتی ہے تو قربانی بھی دیتے ہیں۔حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمة اللہ علیہ جس دور میں گزرے ہیں اور اُن سے کچھ پہلے اُن کے اُستاذ حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ اور اِسی طرح حضرت گنگوہی ،حضرت نانوتوی اور حضرت حاجی اِمداداللہ صاحب مکی سیّدالطائفہ رحمہم اللہ، جس طرح اُس دَور میں یہ حضرات تقویٰ کے اِعتبار سے، اپنی اپنی دیانت کے اعتبار سے، علمی مرتبہ کے اِعتبار سے بلند تھے اِسی طرح اور بہت سے حضرات بھی علمی اِعتبار سے، حدیث کی خدمت کے اِعتبار سے، فقہ اور فتوؤں کے اِعتبار سے بہت بلند گزرے ہیں اور اَب بھی موجود ہیں، اُن کی دینی خدمات قابلِ قدر ہیں اور اُن کو اُن کی قبروں میں حق تعالیٰ بے شمار اَجر بھی عطا فرمارہے ہوں گے، اِنشاءاللہ۔

ہندوستان، برصغیر اہل اللہ کی سرزمین سمجھا جاتا ہے، بڑے بڑے اَولیاءِ کبار یہاں گزرے ہیں کسی نے فقہ کے میدان میں خدمت کی، کسی نے حدیث کے میدان میں کی، کسی نے تصنیف و تالیف میں، کسی نے تعلیم و تعلّم میں، لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اُستاذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اِن حضرات کو جو ایک ممتاز مقام حاصل ہوا، اُس کی خاص وجہ کیا ہے ؟

اُس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اَنگریز نے جب یہاں تسلط قائم کیا اور خلافت ختم ہوگئی تو اِس کے ساتھ ساتھ اُس نے تعلیمی تسلط بھی قائم کرلیا، تجارت پر بھی اپنا تسلط قائم کیا، معیشت پر بھی اپنا تسلط قائم کیا، خاص طور پر تعلیم کے میدان میں اُس نے اپنا تسلط اِس اَنداز میں قائم کیا اور ایسے نظریات کا پرچار کیا اور اُن نظریات کے پرچار میں خود مسلمان اُس کے آلہ کار بنے، وہ یہ کیا کہ

''مذہب اور سیاست اَلگ چیز ہے''

تعلیمی میدان میں اُس نے پرکشش چیزیں پیدا کیں، مسلمانوں کو اِقتصادی طور پر بدحال کرکے اپنے تعلیمی راستے کو مستقبل کے روشن ہونے کا ذریعہ قرار دیا جس کی وجہ سے خود بخود مسلمان جو کہ بہت زیادہ پستی میں مختلف وجوہ سے پڑ چکا تھا وہ اِس طرف کھنچتا چلا گیا، وہ ایک خاص اَنداز میں ذہن سازی کرتا چلا گیا اور وہ ذہن سازی اِتنی سرعت سے اور اِتنی قوت سے ہوئی کہ اُس نے مذہبی لوگوں کے ذہن کو بھی متاثر کیا، اِتنا متاثر کیا کہ وہ زہر اُن کے دِل و دماغ میں اُتر گیا اور آج تک نکل نہیں سکا۔

آپ دیکھتے ہیں کسی مسجد میں کسی خطیب کی کسی اِمام کی خوبی نمازیوں کی نظر میں یہ ہوتی ہے کہ یہ بڑا بھلا مانس ہے کبھی سیاست پر بات نہیں کرتا، یہ صرف روزے کی بات کرتا ہے، یہ صرف نماز کی بات کرتا ہے، عبادت کی بات کرتا ہے، اِعتکاف کے فضائل بیان کرتا ہے، روزوں کی فضیلت بیان کرتا ہے، پاکی ناپاکی کے مسائل بتلا دیتا ہے۔ بے شک یہ اچھی باتیں ہیں، بری نہیں ہیں اِس میں اَجر و ثواب بھی بڑا ہے اِس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن اِس کے اَندر ایک میٹھا زہر سرایت کیے ہوئے ہے، جو ہے زہر لیکن اُسے زہر کوئی نہیں سمجھ رہا، یہی وجہ ہے کہ وہی خطیب جو آٹھ سال دس سال پندرہ سال سے

اُن کی خدمت کرتا ہے اُنہیں دین کے مسائل بتاتا ہے جب کسی وقت سیاست پر بیان شروع کرتا ہے تو مسجد کے کسی کونے سے آواز آتی ہے کہ

''مولوی صاحب ! اِس موضوع پر بات نہ کریں یہ مسجد ہے، یہ سیاسی بات نہ کریں''

نماز پڑھنے والا، اِس کے پیچھے جو نماز پڑھتا ہے، اُس پر اِس کا اَدب و اِحترام کرنا واجب ہے کہ اُس کا اِمام ہے یہ اُس کا مذہبی پیشوا ہے یہ اُس کا مذہبی مقتدا ہے لیکن جب سیاست کی بات آتی ہے تو یہ مقتدی اُسے کہتا ہے کہ

''تم میری اِقتدا کرو میں تمہاری قیادت کروں گا، تم میرے قائد نہیں ہو، تم میرے قائد صرف نماز میں، روزے میں، حج میں، زکوۃ میں، پاکی ناپاکی میں، زکوۃ کے کچھ مسائل میں، اِس میں تو ٹھیک ہے لیکن سیاست نہیں کیونکہ یہ مسجد اللہ کا گھر ہے ہم مذہبی فریضے کے لیے آئے ہیں مذہبی فریضہ یہاں اَدا کر رہے ہیں لہٰذا یہاں صرف مذہبی بات ہو، سیاسی بات نہ ہو۔''

جب یہ بات کہتا ہے تو دُوسرا بھی اِس کی تائید کرتا ہے تیسرا بھی اِس کی تائید کرتا ہے، سوائے دو چار کے سب اِس کی تائید کرتے ہیں اور وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی بات کو محدود کرے، اَب یہ نمازی بہت اچھے عنوان سے کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور مسجد ہے یہ مذہبی جگہ ہے یہاں سیاسی چیز نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر وہ ایسی سیاسی بات کرے کہ جس میں کافروں کے سیاسی اُصول بتلائے تو پھر تو اُس کی روک ٹوک مناسب ہے لیکن اگر وہ کافروں کے سیاسی اُصول نہیں بتلا رہا اِسلامی اُصول بتلا رہا ہے اور یہ بتلا رہا ہے کہ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جو نظام قائم کیا وہ کیسے قائم ہوتا۔

نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک دستہ روانہ فرمایا چھاپہ مار کارروائی کے لیے کمانڈو ایکشن کے لیے، اَب جو چھاپہ مار کارروائی کا نام آتا ہے تو چاق و چوبند سپاہی کا تصور آئے گا اُس کے بارے میں یہ بھی آئے گا کہ وہ سپاہی ہے فوجی ہے پھرتی سے دوڑ سکتا ہے چل سکتا ہے مکے چلا سکتا ہے وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن وہ تو صحابہؓ کی جماعت تھی وہ سارے صوفیاءِ کرام کی جماعت تھی اور اہل اللہ کی جماعت تھی

جن کو آپ نے کمانڈو ایکشن کے لیے بھیجا اور وہ جب گئے تو کامیاب کارروائی کرکے واپس آئے اور وہاں کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کو قید کرکر، گرفتار کرکے لے آئے۔ آج کی زبان میں اِسے کہا جاتا ہے کہ بہت بڑی دہشت گردی ہے، ایک زندہ اِنسان کو گرفتار کرکے اُٹھا لے گئے لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اِس کارروائی کے لیے صوفیاءِ کرام کی ٹیم بھیجی جو صوفیاؤں کے بھی سردار یعنی صحابہ کرامؓ، آج جو کوئی صوفی ہے تو اُن کی جوتیوں کے طفیل، آج اگر کوئی عابد زاہد ہے تو اُن کی جوتیوں کے طفیل، اگر کوئی مفتی اور فقیہ ہے تو اُن کی جوتیوں کے طفیل۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ [1] میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اِن میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔ نبی علیہ السلام نے اُس وقت اعلان کیا۔ اَدنیٰ درجے کا صحابی بھی بعد میں آنے والے جتنے بھی اَقطاب واَبدال ہیں وہ اُس کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں، یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اُن اہل اللہ کی جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا اور اُنہوں نے چھاپہ مارا اور اُس کو اُٹھا کر نبی علیہ السلام کی مسجد میں لائے، وہ کافر تھا بڑا سردار تھا اُسے لا کر ستون سے باندھ دیا، باقاعدہ جیل نہیں تھی، حکومت قائم ہو چکی تھی، نبی علیہ السلام حکومت قائم فرما چکے تھے جس کا دَبدبہ پورے عرب پر، عرب لرز رہا تھا اُس کے دبدبے سے لیکن نبی علیہ السلام نے جیل قائم نہیں کی، جیل خانہ نہیں ہے۔ کابل کا سقوط ہوتا ہے اَمریکی فوجیں آتی ہیں سب سے پہلے جیل خانہ بنتا ہے، اُس کے لیے سامان جہازوں میں بھر کر آرہا ہے اور قندھار میں بنا اور فلاں جگہ بنا اور فلاں جگہ بنا، بہت جگہ جیل خانے بنائے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اَبھی تک کوئی جیل خانہ نہیں بنایا، کہتے ہیں کہ اِسلام میں دہشت گردی ہے۔ اگر اِسلام میں دہشت گردی ہو تو سب سے پہلے جیل خانہ کی بھی ضرورت ہوتی، کوڑے مارنے کے لیے جلاّد کی ضرورت ہوتی، چھترول کرنے کے لیے ...... کی ضرورت پڑتی۔ اَب اِدھر لائے تو قید کہاں کریں ؟ فرمایا مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دو۔ اَب اُسے باندھ کے چھوڑ دیا، وہ سردار دیکھ رہا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے پوچھا مَا عِنْدَکَ یَاثُمَامَۃُ اے ثمامہ!

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۰۱۸

تمہاری کیا رائے ہے ؟ اُس نے کہا اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جسے قتل کر دینا چاہیے، حق بنتا ہے، میں نے ایسی چیزیں کی ہیں کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے خلاف پرو پیگنڈہ مہم کرتا تھا، بہت بڑا میڈیا سیل قائم کر رکھا تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے زرد صحافت کو کبھی مہلت نہیں دی، منفی صحافت کو مہلت کبھی نہیں دی وہاں مصلحت سے کام نہیں لیا بے شمار واقعات ہیں جن لوگوں نے زرد صحافت کی قیادت کی اِسلام کے خلاف منفی پرو پیگنڈہ کیا، نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فوری طور پر اُن کے خلاف سخت ترین کارروائی کی۔ کعب بن اَشرف کا واقعہ اِسی طرح ہے اَبورافع تھا ایک بہت بڑا تاجر آدمی، پیسہ خرچ کرتا تھا سرمایہ خرچ کرتا تھا اِسلام کے خلاف اور پورے عالمِ عرب میں اُس نے میڈیا کا جال بچھا رکھا تھا نبی علیہ السلام کی مذمت اور کفار کی تعریف میں۔ دیکھیں نبی علیہ السلام نے اُس کے خلاف فوری کارروائی کی، خیر ثمامہ بن اثال کو لایا گیا پوچھا، وہ جانتا تھا کہ میں مجرم تو ہوں۔ اُس نے کہا اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جسے قتل کرنا چاہیے۔ اِس کا ایک مطلب دھمکی بھی ہے کہ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جس کے قتل کا بدلہ لیا جائے گا جس کا قتل ہلکا نہیں ہے جس کے قتل کا بڑا وزن ہوگا، اِس کا خون بڑا قیمتی ہے، دھمکی دی اُس نے۔ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ اور اگر آپ میرے ساتھ اِنعام و اِکرام کا معاملہ کریں گے چھوڑ دیں گے تو ایسے آدمی پر اِنعام کریں گے جو آپ کے اِس اِحسان کی قدر کرے گا، میں آپ کے اِس معاملے کی قدر کروں گا۔ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسْئَلْ مِنْہُ مَا شِئْتَ اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کے عوض مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہیے مانگ لیجئے سوال کیجئے، دے دیا جائے گا۔

نبی علیہ السلام نے اُس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا نماز کے لیے تشریف لے گئے، دُنیا کی کائنات کی بڑی عجیب و غریب جیل میں قید تھا وہ۔ وہ ایسی جیل تھی کہ دِن و رات وہ دیکھ رہا تھا، یہ صحابہ پانچ وقت کی نماز پڑھ رہے ہیں صفیں بنتی ہیں ایک اِمام ہوتا ہے دُوسرا کوئی اور اِمام نہیں ہوتا، سب اُس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور ایک صف اور ایک قطار میں کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کر کے کھڑے ہوتے ہیں ناپاکی کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے، وضو کر کے چلے آتے ہیں اور ایک صف میں کھڑے

ہوتے ہیں اور نماز اَدا کرتے ہیں۔

وہ دیکھ رہا تھا ایک طرف نبی علیہ السلام کا تخت ہے چار پائی ہے جس میں نبی علیہ السلام کے پاس وفود آتے ہیں ملکی اور غیر ملکی اور آپ اُن کی گفتگو سن رہے ہیں اور اُن کے سوالات اور اُن کے معاملات حل کررہے ہیں، ساری دُنیا کی سیاست اِس مسجد کی چھت کے نیچے کررہے ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام پھر اُس نے دیکھا کہ لشکر کے جو جرنیل ہیں کمانڈر، رسول اللہ ﷺ نے جو مقرر فرمار کھے ہیں وہ آکر آپ سے جہادی اور جنگی ہدایات لے رہے ہیں اور آکر کارگزاریاں بیان کرتے ہیں، آپ ہدایات دے کر اُن کو روانہ کررہے ہیں یہ منظر بھی وہ دیکھ رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ اِس چھت کے نیچے جیل خانہ بھی ہے وہیں میں قید بھی ہوں، اِسی چھت کے نیچے عبادت خانہ بھی ہے جہاں پانچ وقت کی نماز بھی ہورہی ہے، اِسی چھت کے نیچے سفارت خانہ بھی ہے جہاں دُنیا کے سفارتی اُمور طے ہورہے ہیں، اِسی چھت کے نیچے سیاست بھی ہورہی ہے، اِسی چھت کے نیچے سارے جرنیل بیٹھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو سالارِ اعظم ہیں اُنہیں ہدایات دے رہے ہیں اور بھیج رہے ہیں اور اِسی چھت کے نیچے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَرْ بھی ہورہا ہے، اِسی چھت کے نیچے قاضی القضاۃ محمد رسول اللہ ﷺ نے سپریم کورٹ قائم کی ہے وہاں بس آخری اور قطعی فیصلہ ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ بسرو چشم قبول کرتے ہیں، کوئی اِنکار نہیں کرتا۔

یہ منظر وہ دیکھ رہا ہے سارے مناظر اُس کے سامنے ہیں۔ اُس کو کھانا کھلایا جاتا ہے تو کھول کے کھلایا جاتا ہے جب اُسے پیشاب کا تقاضا ہوتا ہے تو وہ پورا کیا جاتا ہے، پاکستان کی جیل کا منظر مجھے کسی نے بتایا وہاں چھوٹی سی جگہ میں ڈیڑھ سو قیدی اور ہر قیدی کو یہ حکم تھا کہ ڈھائی منٹ میں بیت الخلاء سے باہر آجائے، اگر ڈھائی منٹ سے اُوپر کسی قیدی کو ہوتے تھے تو اُس کی سزا یہ ہوتی تھی کہ اُسے باہر نکال کر سر کے بل کھڑا کر دیا جاتا تھا، ڈھائی منٹ میں فراغت ممکن نہیں ہے لیکن یہ اُصول تھا، یہاں مسلمان مسلمان کو یہ سزا دے رہا ہے وہاں مسلمان کافر کے ساتھ حسن سلوک کر رہا ہے۔ اُس کی اَب ضرورتیں بھی پوری ہورہی ہیں اور ساری دُنیا کا نظام وہ چلتا ہوا دیکھ رہا ہے، وہ پروپیگنڈہ وہ باتیں جو

رسول اللہ ﷺ کے متعلق اُس کے کانوں میں پڑتی تھیں اُن کا موازنہ کر رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ میرے ذہن میں جو پچھلا خاکہ ہے اُس خاکے سے یہ نہیں ملتا۔ اُس کے ذہن کے پرانے خاکے دُھلنے شروع ہو گئے، نئی چھاپ پڑنی شروع ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ اَگلے دِن پھر تشریف لائے پھر پوچھا مَا عِنْدَکَ یَاثُمَامَۃُ ثمامہ ! کیا خیال ہے تمہارا ؟ اُس نے پھر وہی تین باتیں دھرائیں۔ آپ نے پھر کوئی بات نہیں کی اور خاموشی سے تشریف لے گئے اور اپنے معاملات میں مصروف ہو گئے وہ جیل میں سارے منظر دیکھتا رہا۔ ایسی جیل تھی جس سے وہ........نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اگر اُسے کسی الگ جیل میں بند کر دیا جاتا اور پھر ایسا ماحول ہوتا تو وہ سوچ سکتا تھا کہ شاید متاثر کرنے کے لیے مصنوعی ماحول قائم کر دیا گیا ہے تاکہ میرے ذہن پر اَثر ہو میری سوچ کو بدلہ جائے اُسے ایک سچے اور کھرے اور حقیقی ماحول میں رکھا تاکہ وہ اِسلام کی صحیح تصویر دیکھے۔

تیسرا دِن آیا رسول اللہ ﷺ نے پھر اُس سے پوچھا مَا عِنْدَکَ یَاثُمَامَۃُ اُس نے پھر وہی تین باتیں کیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ اُس کو چھوڑ دیا گیا، وہ چلا گیا۔ باہر نکلا وہیں کہیں باغ تھا وہاں پانی تھا وہاں جا کر نہایا دھویا، تر و تازہ ہوا، کوئی اُس کا پیچھا نہیں، کوئی تعاقب نہیں، کوئی خطرہ محسوس نہیں کر رہا، وہ یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ کوئی پہرہ دار ساتھ کریں جو مجھے باہر پہنچائے تاکہ کوئی مجھے نقصان نہ پہنچائے۔

نبی علیہ السلام نے ایک اُصول بتادیا اِسلام کا کہ اِسلام میں اگر بچہ یا عورت بھی کسی کو اَمان دے دے تو فیلڈ مارشل پر بھی لازم ہوگا کہ اُس اَمان کا اِحترام کرے چہ جائیکہ نبی علیہ السلام حکم دیں۔ یہ اِسلام کا بہت بڑا اُصول ہے ایسا اُصول ہے کہ آج کی دُنیا میں جو مہذب دُنیا کہلاتی ہے کسی کا یہ اُصول نہیں ہے چنانچہ اُسے چھوڑ دیا، وہ گیا، نہایا دھویا اور نہا دھو کر واپس آیا، واپس آکر مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہِ اُس نے کلمہ پڑھا اور اپنے اِسلام کا اعلان کیا، نبی علیہ السلام نے اُس کا اِیمان قبول فرمایا۔

اِس کے بعد پھر اُس نے عرض کیا کہ جب آپ کے دستے نے مجھے اُٹھایا تھا کمانڈو ایکشن

کر کے، اُس وقت میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا، کافر بھی عمرہ کرتے تھے بت رکھتے تھے اُنہیں پوجتے تھے صفاء پر مروہ پر، اُس نے کہا میں تو اِس لیے جا رہا تھا اَب آپ کی کیا رائے ہے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم جاؤ عمرہ کرو، اَب تو مسلمان ہو گئے ہو، اَب مسلمانوں والا عمرہ کرنا۔ وہ گئے عمرہ کرنے، جب عمرہ کرنے پہنچے تو وہاں اِطلاع پہنچ چکی تھی مکہ میں، اِنٹیلی جنس ہر جگہ تھی، نبی علیہ السلام نے بھی اِنٹیلی جنس قائم کر رکھی تھی جو مکہ مکرمہ اور ہر طرف کی خبریں نبی علیہ السلام کو دیتی تھی اور جب اِنٹیلی جنس کا آدمی آتا تھا جو ''صوفی'' ہوتا تھا ''صوفی'' یعنی صحابیٔ رسول اللہ ﷺ، وہ جب آتا تو نبی علیہ السلام اُس سے علیحدہ ملاقات کرتے، کسی کو شریک نہیں کرتے تھے کیونکہ اِنٹیلی جنس کا شعبہ بڑا حساس ہوتا ہے۔ اَلگ تنہائی میں جا کر اُس سے سب کچھ سنتے اور اُسے روزانہ فرما دیتے، کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ اِنٹیلی جنس کا آدمی ہے اور کون ہے اور کس لیے آیا ہے، غیر محسوس اَنداز میں تخلیہ فرما کر باتیں سن کر بھیج دیتے، بہت زبردست نظام تھا۔

وہاں بھی اِطلاع پہنچ چکی تھی اَب جب یہ وہاں پہنچے اور وہاں پہنچ کر کفارِ مکہ قریش نے اُن سے کہا صَبَوْتَ طعنہ دیا کہ تو بددین ہو گیا ہے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر ؟ اُس نے کہا نہیں لَا وَلٰکِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ[1] بددین نہیں ہوا اِسلام میں داخل ہوا ہوں سلامتی میں آیا ہوں رسول اللہ ﷺ کے دست ِمبارک پر۔ یہ کہہ کر پھر شاید کوئی اور بات ہوئی ہوگی حدیث میں اِتنا ہی آتا ہے کوئی تلخی ہوئی ہوگی اُس نے اُنہیں دھمکی دی، کہا میں عمرہ کے لیے آیا ہوں اگر تم ٹھیک رہے صحیح ہے ''ورنہ'' تم جانتے ہو میرا قبیلہ وہاں ہے جہاں سے تمہاری شاہراہ گزرتی ہے تجارتی۔ میں تمہاری تجارتی شاہراہ کاٹ دُوں گا اور ایک دانہ گندم کا مکہ میں نہیں آنے دُوں گا۔

اَب یہ قوت حضور علیہ السلام نے حاصل کی اللہ کے گھر مسجد میں حکومت قائم کر کے۔ اور آج ایک نمازی ہوتا ہے ناواقفیت کی وجہ سے کہتا ہے کہ اِمام صاحب! یہاں سیاسی بات مت کیجئے جبکہ ایک کافر دیکھ کر آیا ہے اور سبق سیکھ کر آیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے وہیں مدرسہ قائم کر رکھا ہے صفہ، وہاں تعلیم

[1] بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۳۷۲

بھی ہورہی ہے اُس زمانے کی پہلی بین الاقوامی یونیورسٹی ہے، اُس میں کالے بھی اُس میں گورے بھی، اُس میں شام کے لوگ بھی، اُس میں یمن کے لوگ بھی، اُس میں حبشہ کے لوگ بھی، اُس میں مکہ اور مختلف علاقوں کے لوگ بھی، یہ سارے کے سارے پڑھ رہے ہیں علم حاصل کر رہے ہیں، وہ بھی دیکھا اُس نے۔ اُس نے کہا کہ اگر تم نے مجھ سے معاملہ ٹھیک نہ کیا تو تمہاری شاہراہ بند کردُوں گا حتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اِجازت دیں۔

چنانچہ اُس نے ایسے ہی کیا، تلخی ہوئی اُس نے جا کر بند کردی شاہراہ، اَب جب بند کی تو مکہ میں قحط پڑ گیا، جب قحط پڑا تو اُنہوں نے وفد بھیجا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہ آپ کی مہربانی، واسطے دیے قسمیں دیں کہ خدا کے لیے آپ ہمارے رشتے دار ہیں کچھ نہیں تو قبیلہ تو آپ کا ہی ہے، جیسے چالاک لوگ کیا کرتے ہیں اِس طرح کے واسطے دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اُن کو حکم دیا کہ تم اِن کا راستہ کھول دو تو راستہ کھلا ورنہ اُس نے بند کر دیا تھا۔

آج مسلمان کیوں ذلیل ہے ؟ آج مسلمان اِس لیے ذلیل ہے کہ ''ورنہ'' کی جو قوت تھی وہ مسلمان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اِس کی مثال میں دیا کرتا ہوں ہمارے علامہ خالد محمود صاحب کو جانتے ہیں آپ سب، اُنہوں نے ایک واقعہ سنایا :

کہنے لگے کہ میں مکہ مکرمہ گیا وہاں میں گاڑی میں سفر کر رہا تھا ٹیکسی لی میں نے، مجھے جلدی تھی وہ نوجوان ٹیکسی آرام سے چلا رہا تھا، میں نے اُس سے کہا مجھے جلدی ہے وہ پھر بھی آہستہ چلتا رہا، کہنے لگے میں نے اُسے پھر کہا کہ تیز چلاؤ مجھے بہت جلدی ہے وہ پھر ایسے ہی چلتا رہا، تیسری دفعہ پھر کہنے لگے میں نے اُسے زور دے کر کہا کہ بھئی تیز چلو ''ورنہ'' کہنے لگے کہ اُس نے میری طرف گھور کے دیکھا اور اُس نے کہا ''ورنہ'' کیا ؟ کہنے لگے میں نے اُسے کہا ''ورنہ'' پھر اِسی میں سفر کروں گا۔ تو اَب مسلمان کے پاس ''ورنہ'' کی یہ قوت رہ گئی ہے، نبی علیہ السلام نے ''ورنہ'' کی وہ قوت سکھائی تھی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اُمت کو یہی سبق سکھایا جس نے اُنہیں ممتاز مقام دیا کہ بیشک تم حدیث پڑھاتے ہو، بیشک تم مدرسے قائم کرتے ہو، بیشک تم بہت بڑے محدث اور فقیہ ہو لیکن دین اِس وقت کفر کے پاؤں تلے دَبا ہوا ہے اور ''ورنہ'' کی اَتھارٹی تم سے چھن چکی ہے لہٰذا ''ورنہ'' کی قوت تم جب تک واپس نہیں لوگے مسلمان دُنیا میں عزت کی زندگی نہیں گزار سکتے۔ یہی چیز حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے سکھائی، یہی سبق حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا دُنیا سے جاتے جاتے اور یہی سبق اُن کی چھوڑی ہوئی جماعت پاکستان میں ''جمعیۃ علماء اِسلام'' سکھا رہی ہے، ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند سکھا رہی ہے، بنگلہ دیش میں جمعیۃ علماء بنگلہ دیش سکھا رہی ہے۔ پوری دُنیا کی اِسلامی مملکت میں اِس جیسی جماعت کہیں نہیں، یہ ہمارے لیے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اِس جماعت کی اگر ہم قدر نہیں کریں گے تو ''ورنہ'' کی قوت ہمارے ہاتھ نہیں آسکے گی۔ تھانے کے پاؤں کے نیچے ''عالِم'' کچلا ہی جاتا رہے گا حتی کہ ''تھانہ'' آپ کے پیر کے نیچے نہیں آتا، تھانہ ہمیں کچلتا رہے گا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ تھانے کو اپنے پاؤں کے نیچے (زیرِ اِقتدار) لے آؤ، تھانے کے پاؤں سے نکل آؤ۔ ''ورنہ'' کی قوت تمہارے پاس ہونی چاہیے جیسے کہ ثمامہ بن اثال کے پاس تھی۔ اِسی طرح اور واقعات حدیثوں میں بھرے پڑے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اَبوجہل کو عمرہ کے وقت ''ورنہ'' کی دھمکی دی، ''ورنہ'' اُن کی وہ والی تھی آج والی نہیں تھی، اگر آج والی ''ورنہ'' ہوگی تو ہم ذلیل ہوتے رہیں گے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی سکھایا کہ خلافتِ عثمانیہ چھننے کا مطلب تم سے ''ورنہ'' کی قوت چھیننی تھی وہ چھن گئی۔ نمازیں پڑھتے رہو تمہیں انگریز کچھ نہیں کہے گا کفر کچھ نہیں کہے گا، روزے رکھتے رہو کفر تمہیں کچھ نہیں کہے گا، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، مسجد میں جاتے ہوئے سیدھے پاؤں لے جاؤ، باہر آؤ تو اُلٹا پاؤں لاؤ، کفر کو اِس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، کفر جب برانگیختہ ہوگا جب اُس کی ''کرسی'' کی طرف دیکھو گے۔ برطانیہ کا ٹونی بلئیر کہہ چکا ہے کہ (باقی صفحہ ۵۷)

قسط : ۲

فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدباب کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ اِسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ﴾

قرآن وحدیث کے نام پر فرقہ واریت :

عجیب تر اور حیران کن اَمر یہ ہے کہ اَب تک مسٹر و مُلّا کے ہر دو طبقوں سے اَسلاف کے علمی ورثہ سے بغاوت کر کے اَندھیرے میں ٹامک ٹویاں مارنے والے محققین کی کھیپ کی کھیپ منظر عام پر آچکی ہے جنہوں نے فرقہ واریت کی مذمت، قرآن وحدیث کی دعوت اور دین اِسلام کی وحدت کا بورڈ لگا کر اپنی مذہبی دُکانیں خوب چمکائی ہیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ اِن کی دعوت کا نقطہ آغاز یہ ہوتا ہے کہ علماء فرقہ پرست ہوتے ہیں اِن کا کام فرقہ واریت ہے اِن کو چھوڑ دو اور براہِ راست خود قرآن وحدیث سے دین سیکھو کیونکہ قرآن و حدیث میں کوئی اِختلاف نہیں لہٰذا اپنے اپنے فرقوں کو چھوڑ کر سب کو قرآن وحدیث پر متفق ہو جانا چاہیے مگر اِس پُر فریب نعرے و دعوے کا اَنجام یہ ہوتا ہے کہ اِس نوع کا ہر محقق و داعی جب مجتہدین کی تشریح و تعبیر سے یکسر آزاد ہو کر اپنے آزادانہ توہمات ونظریات کو تفسیرِ قرآن اور تشریحِ حدیث یا فہمِ قرآن اور فہمِ حدیث کے جلو میں پیش کرتا ہے تو کچھ ہی عرصہ بعد وہ ایک نیا فرقہ بن کر سامنے آتا ہے سو اِس طور پر ہر جدید محقق شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک نئے فرقہ کو وجود میں لانے کا سبب بن جاتا ہے اور روز بروز جیسے جیسے جدید محقق کی تعداد میں اِضافہ ہو رہا ہے ویسے ویسے نئے فرقوں کی تعداد میں بھی اِضافہ ہو رہا ہے نتیجہ یہ کہ دعوتِ اِتحاد کے یہ داعی وحدتِ اُمت کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں۔

راقم الحروف کی اِس بات کی اِس سے تائید ہوتی ہے کہ میاں نواز شریف نے اپنے سابقہ دورِ حکومت میں ایک شریعت بل تیار کیا تھا جو مختلف اَخبار و رسائل میں چھپا، اِس کی پہلی دفعہ یہ تھی کہ

''پاکستان کا سپریم لاء کتاب وسنت ہوگا لیکن ہر فرقہ کے لیے کتاب وسنت کی وہی تشریح معتبر ہوگی جو وہ خود کرے گا۔''

اِس سے یہ بات بخوبی سمجھ آجاتی ہے کہ فرقے بنتے ہیں ماہرینِ شریعت یعنی مجتہدینِ اِسلام کی تشریح سے اِنحراف کر کے اپنی آزادانہ نئی تشریح کرنے سے، جو دَراصل کتاب وسنت کی تشریح نہیں ہوتی بلکہ اُن کے اپنے خیالات وخواہشات اور اپنے توہمات وفاسد نظریات ہوتے ہیں جن کو عوام الناس میں مقبول بنانے کے لیے کتاب وسنت کی تشریح کا عنوان دے دیا جاتا ہے یا پھر کتاب وسنت میں تحریف کا اِیمان کُش زہر ہوتا ہے جو کتاب وسنت کی تشریح کے نام پر ناواقف لوگوں کو کھلایا جاتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مذکورہ بالا دعوے کو مدلّل اور اُس کی تفہیم کو سہل کرنے کے لیے قدیم ماہرینِ شریعت اور جدید محققین واَدیانِ اِتحاد کی متضاد تشریحات کی روشنی میں عقائد اِسلام اور فرقہ وارانہ نظریات کا تقابلی خاکہ پیش کیا جائے تاکہ فرقہ واریت اور اَسبابِ فرقہ واریت کی تشخیص وتفہیم آسان ہوجائے۔

عقائد اِسلام اور فرقہ وارانہ نظریات کا تقابلی خاکہ

عقائد اِسلام بتحقیق اَسلاف	فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ نظریات
(۱) اللہ تعالیٰ موجود ہے۔	اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے۔
(۲) اللہ اپنی شان کے مطابق ہر جگہ موجود ہے۔	اللہ ہر جگہ موجود نہیں ہے۔
(۳) اللہ عالم الغیب ہے۔	اللہ عالم الغیب نہیں ہے۔
(۴) اللہ ہی عالم الغیب ہے۔	اللہ بھی عالم الغیب ہے یعنی اَنبیاء واَولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔
(۵) اللہ ہی مختارِ کل ہے۔	اللہ کے علاوہ اَنبیاء واَولیاء بھی مختارِ کل ہیں۔
(۶) اللہ تعالیٰ جسم اور اَعضاءِ جسمانیہ سے پاک ہے۔	اللہ کے ہاتھ، پاؤں، ہتھیلی، اُنگلیاں، کلائی، آنکھ، سینہ، پہلو، پنڈلی، چہرہ، وغیرہ ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا مکان نہیں ہے بلکہ وہ لامکان ہے۔	اللہ کا مکان عرش ہے اور جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ چار اُنگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اُس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔
(۸) اللہ کے لیے مثالیں مت بیان کرو۔	اللہ بے ریش لڑکے کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی صورت ہے اور وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔
(۹) رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔	محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ کے بعد مرزائی قادیانی نبی ہے۔
(۱۰) رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی ماننا کفر ہے۔	جو آدمی مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔
(۱۱) رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اَطہر میں زِندہ ہیں	آپ کو قبر میں زِندہ ماننا شرک ہے۔
(۱۲) رسول اللہ ﷺ قبر اَطہر کے پاس پڑھا ہوا درُود خود سنتے ہیں۔	رسول اللہ ﷺ قبر اَطہر کے پاس پڑھا ہوا درُود نہیں سنتے اور سننے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے
(۱۳) وحی صرف اَنبیاء علیہم السلام پر نازِل ہوتی ہے۔	وحی آئمہ معصومین پر بھی نازل ہوتی ہے۔
(۱۴) اَنبیاءِ کرام علیہم السلام معصوم ہیں یعنی گناہوں سے پاک ہیں۔	اَنبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔
(۱۵) صرف اَنبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔	بارہ اِمام بھی معصوم ہیں۔
(۱۶) عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زِندہ ہیں وہ دوبارہ نبی پاک ﷺ کے اُمتی ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔	عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے وہ دوبارہ نازل نہیں ہوں گے۔

(۱۷) قرآن محفوظ ہے اِس کے محفوظ ہونے میں شک وتردّد کفر ہے۔	قرآن محفوظ نہیں ہے بلکہ اِس میں صحابہ کرامؓ نے تحریف کی ہے۔
(۱۸) بغیر سمجھے تلاوتِ قرآن بھی باعثِ اَجر ہے	محض الفاظِ قرآن کی تلاوت فضول اور بیکار ہے
(۱۹) اَحادیثِ رسول اللہ ﷺ حجت ہیں۔	اَحادیثِ رسول اللہ ﷺ حجت نہیں ہیں۔
(۲۰) آثارِ صحابہ حجتِ شرعیہ ہیں۔	آثارِ صحابہ حجتِ شرعیہ نہیں ہیں۔
(۲۱) اِجماعِ اُمت حجتِ شرعیہ ہے۔	اِجماعِ اُمت حجتِ شرعیہ نہیں ہے۔
(۲۲) قیاسِ شرعی حجتِ شرعیہ ہے۔	قیاسِ شرعی حجتِ شرعیہ نہیں ہے۔
(۲۳) اَصحابِ رسول معیارِ حق ہیں۔	اَصحابِ رسول معیارِ حق نہیں ہیں۔
(۲۴) علم الفقہ برحق ہے اور یہ قوانینِ شریعت کی شرح ہے۔	''فقہ'' قرآن وحدیث کے مقابلہ میں ایک باطل دین ہے۔
(۲۵) علم'' تصوف'' اَخلاقیاتِ اِسلام کی شرح ہے۔	علم'' تصوف'' باطل ہے اور یہ برہمنوں کی اِیجاد ہے۔
(۲۶) نماز فرض ہے اور اَرکانِ اِسلام میں سے ایک رُکن ہے۔	نماز فرض نہیں ہے۔ ''نمازی چوتڑ اُٹھانے والے لوگ''
(۲۷) رمضان کے روزے فرض ہیں اور رُکنِ اِسلام ہیں۔	رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں۔
(۲۸) حج بیت اللہ ہر ذی اِستطاعت پر فرض ہے۔	حج بیت اللہ فرض نہیں ہے جبکہ ذکری مذہب والے لوگ تربت (بلوچستان) میں واقع کوہِ مراد کا حج کرتے ہیں۔
(۲۹) قبر کا ثواب وعذاب برحق ہے۔	ثواب وعذابِ قبر محض ایک اَفسانہ ہے، اِس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۳۰) قربانی شعارِ اِسلام ہے اور واجب ہے	قربانی کے نام پر دولت کا ضیاع ہے۔
(۳۱) سود حرام ہے۔	سود حرام نہیں ہے۔
(۳۲) پردہ فرض ہے۔	پردہ فرض نہیں ہے۔
(۳۳) گانا بجانا رقص وسرور حرام ہے۔	گانا بجانا رقص وسرور حرام نہیں ہے۔
(۳۴) نمازِ تراویح بیس رکعت پر پوری اُمت مسلمہ ہمیشہ متفق رہی ہے۔	تراویح کا اِنکار، تراویح ۸ رکعت ہے، بیس تراویح بدعت ہے ۔تراویح صرف تین راتیں ہے، تراویح صرف ایک رکعت بھی جائز ہے۔
(۳۵) مجلسِ واحد کی تین طلاقیں تین ہیں، اِس پر ہمیشہ پوری اُمت متفق رہی ہے۔	مجلسِ واحد کی تین طلاقیں ایک طلاق ہے۔
(۳۶) دینِ اِسلام اَبدی دین ہے۔	دینِ اِسلام میں حسبِ ضرورت ترمیم ہوسکتی ہے
(۳۷) غیر مجتہد لوگوں کے لیے اِجتہادی مسائل میں ماہر ترین مجتہد کی تقلید ضروری ہے اور اُس پر اِجتہاد کرنا حرام ہے۔	غیر مجتہد لوگوں پر بھی اِجتہاد لازم اور تقلید حرام ہے۔
(۳۸) عقیدۂ تقدیر برحق ہے، تقدیر پر اِیمان لانا فرض ہے۔	تقدیر کوئی چیز نہیں ہے، ہر آدمی اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔
(۳۹) اِسلامی اَخلاق وتہذیب دینِ اِسلام کا ایک حصہ ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔	اِسلامی اَخلاق وتہذیب کا اِنکار اور اُس کے مقابلہ میں مغربی تہذیب کا پرچار۔

(جاری ہے)

قسط : ۲

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

نکاح کے درجے :

حالات اور ضروریات کے لحاظ سے حضراتِ فقہاء کرامؒ نے نکاح کے مختلف مراتب اور درجے مقرر فرمائے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

(۱) اگر شوہر بیوی کے حقوق کی اَدائیگی پر قادر ہو یعنی مہر ونفقہ کا اِنتظام کر سکتا ہو اور اُسے یقین ہو کہ اگر وہ نکاح نہ کرے گا تو مبتلائے معصیت ہو جائے گا تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض ہے۔

(۲) اگر وہ حقوق اَدا کر سکتا ہو اور نکاح نہ کرنے کی صورت میں اِبتلائے معصیت کا اَندیشہ ہو نیز اُس کے شہوانی جذبات برانگیختہ ہوں تو ایسے آدمی پر نکاح کرنا واجب ہے۔

(۳) اگر اِعتدال کی حالت ہو یعنی نہ تو جذبات میں تلاطم ہو اور نہ بالکل سرد مہری ہو اور ساتھ میں حقوقِ زوجہ کی اَدائیگی پر قدرت ہو تو ایسی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ پاکدامنی اور توالد وتناسل کی نیت سے ناکح کو ثواب ملے گا اور تارک گنہگار ہوگا۔

(۴) اور ایسے وقت نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے جبکہ اُسے عورت کے حقوق میں کوتاہی کرنے کا اَندیشہ ہو۔

(۵) اور اگر عورت پر ظلم وناانصافی کا یقین ہو (اپنی مجبوری اور تنگی کی بناء پر) تو اُس وقت نکاح کرنا قطعاً جائز نہیں بلکہ حرام ہے اِس لیے کہ یہ حق تلفی کا باعث ہے۔ (دُرِّ مختار مع الشامی ۳/۶، ۷)

اور حنفیہ کے نزدیک نکاح میں اِشتغال نوافل سے بڑھ کر ہے۔ علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع میں اور علامہ اِبن نجیمؒ نے اَلبحر الرائق میں اِسے مدلل طور پر ذکر فرمایا ہے۔ (البحر الرائق ۳/۸۰)

واضح رہے کہ یہ ساری ترغیبات اِس شرط کے ساتھ مشروط ہیں کہ نکاح کرنے والا جسمانی و مادّی ہر اِعتبار سے حقوقِ زوجیت اَدا کرنے پر قادر ہو ورنہ اگر مطلقاً اِس کی اِجازت دی جائے گی تو عورتوں پر ظلم وستم کا دَروازہ کھل جائے گا۔ اِسی بناء پر قرآنِ کریم میں ایسے عاجزوں کو عفت کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۂ نور میں اِرشاد فرمایا گیا ہے :

﴿ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾. (النور : ۳۳)

''ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں اُن کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو قابو میں رکھیں) یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے غنی کردے۔'' (جاری ہے)

بقیہ : ایک اَنوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنی دے گئے

''ہم اِس ''کرسی'' کی طرف مذہبی طاقتوں کا دیکھنا برداشت نہیں کریں گے، ہماری جنگ اُن کے خلاف جاری رہے گی اور ہم ''مدرسوں'' کے وجود کو جب تک ختم نہیں کرلیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔''

یہ کفر کا عزم ہے، دُوسری طرف ہماری تصویر ہے کہ دینی مبلغ دینی پیشوا مذہب کی بات جب کرتا ہے وہ والی جس سے مذہب کو عزت نصیب ہو تو کفر کا گھولا ہوا زہر جو ہمارے دِل و دماغ کو زہریلا کرچکا ہے اُس کی وجہ سے ہم خود بولتے ہیں کہ نہیں نہیں یہ سیاسی بات یہاں نہ کریں حالانکہ وہ مذہبی بات ہوتی ہے سیاسی نہیں ہوتی۔

اللہ ہمیں اور آپ سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اِن بزرگانِ دین کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اِن کی برکات سے ہمیں متمتع فرمائے اور اِن کی خدمات اور جو اِن کے راستے پر چلنے والے ہیں اُن کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

قسط : ۲

اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص

فضائل سورۂ اِخلاص

﴿ الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونیؒ ، مترجم مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب ﴾

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۱۱ ھ) کے شاگرد حضرت علامہ یوسف بن عبداللہ بن سعید الحسینی الارمیونی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۹۵۸ ھ) کی تصنیف ''اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص'' جو سورۂ اِخلاص کی فضیلت پر چالیس اَحادیث نبویہ پر مشتمل ہے ، اِس کا اُردو ترجمہ جامعہ مدنیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م : ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ھ) کے فرزندِ اَرجمند حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب نے کیا ہے جس کی اِفادیت کے پیشِ نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔(اِدارہ)

نمازوں کے بعد پڑھنے کی فضیلت :

(۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ جَاءَ بِھِنَّ مَعَ الْاِیْمَانِ دَخَلَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ حَیْثُ شَاءَ .مَنْ عَفَا عَنْ قَاتِلِہٖ ، وَاَدّٰی دَیْنًا خَفِیًّا وَقَرَأَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ مَّکْتُوْبَةٍ عَشَرَ مَرَّاتٍ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَوْ اِحْدَاھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَوْ اِحْدَاھُنَّ رَوَاہُ اَبُوْیَعْلٰی.(مُسند ابی یعلی ۱۷۹۴،مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۰۲،دُر منشور ۶/۴۱۱)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا'' تین کام ایسے ہیں اگر کوئی اِیمان کی حالت میں اُنہیں کرے گا تو جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوجائے گا اور حورِ عین سے جہاں چاہے گا شادی کردی جائے گی: (۱) جس نے اپنے قاتل کو معاف کردیا (۲) چھوٹا موٹا

قرض بھی اَدا کر دیا (۳) جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ کو پڑھا۔ حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ ! کیا اِن میں سے ایک بھی عمل کر لیا تو آپ نے فرمایا ایک عمل بھی کر لیا۔''

(۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَوْجَبَ اللّٰهُ رِضْوَانَهٗ وَ مَغْفِرَتَهٗ. رواه ابن النجار فی تاریخه وهو عند الطبرانی فی معجمه الكبير من غير ذكر عشر عن اُم سلمة رضی الله عنها. ۱

''حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور مغفرت اُس پر واجب کر دیتے ہیں۔''

اِبن نجار نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اِس روایت کو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے لفظ عشر (دس) کے بغیر روایت کیا ہے۔

(۹) عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَاوَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ. ۲

''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھے گا '' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ '' تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے چالیس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے۔''

---

۱ معجم کبیر طبرانی ۲۳/۳۰۷ ، مجمع الزوائد ۱۰/۲۸۳

۲ مسند فردوسی دیلمی رقم الحدیث ۵۴۷۵ ، عمل الیوم والیلة للسنیؒ ۱۴۳

(۱۰) عَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَأَ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذًا اَسْتَکْثِرُ قَالَ اَللّٰہُ اَکْثَرُ وَاَطْیَبُ .[۱]

''حضرت معاذ بن اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو کوئی ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ دس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میں کثرت سے پڑھوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ اِس سے بھی زیادہ اور بہتر عطا فرمائیں گے۔''

(جاری ہے)

بقیہ : تعلیم النساء

زنانہ اسکول میں مفسدہ کی بنیاد اور اَصل خرابی کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کا اِختلاط ہوتا ہے۔ (داخلہ یا اِمتحان) کے وقت سیکریٹری اور دُوسرے ممتحنوں کے سامنے سیانی سیانی لڑکیاں آتی ہیں، اِس سے اُن کا دِل کھل جاتا ہے، دیدہ پھٹ جاتا ہے تو یہ بڑی خرابی کی بات ہے سیکرٹری کو چاہیے کہ اِس سے اِحتراز رکھے۔ لیکن اَفسوس یہ ہے کہ اکثر ایسے مدارس اُن ہی لوگوں کے زیرِ اہتمام ہیں جو علمِ دین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اِسی وجہ سے اُن کا طرزِ تعلیم بھی اچھا نہیں اور نصاب بھی ناقص ہے، سیکریٹری اگر دیندار کامل ہو (متقی پرہیز گار) ہو تو معلّمہ بھی اُس سے مرعوب ہوگی پھر کسی خرابی کا اَندیشہ نہیں۔ (اِصلاح الیتامیٰ ص ۴۰۴۔ حقوق وفرائض)۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

[۱] مسند اِمام احمد بن حنبل ۵/۴۳۷ ، مجمع الزوائد ۷/۱۴۵

احسان دانش

شبِ معراج

گردوں پہ تھا اُس خاک کا چرچا شبِ معراج
جاگا تھا مدینے کا نصیبا شبِ معراج

اِجمال تھا "تفصیلِ صفاتی" سے گریزاں
کس جوش میں تھا ذات کا دریا شبِ معراج

ہر سانس پہ کُھلتے تھے خلاؤں میں دَریچے
ہر ذرۂ خاکی تھا ستارا شبِ معراج

تھی عرش پہ اِنسان کے پاپوش کی آہٹ
دُنیا کے محاصل میں تھی عقبٰی شبِ معراج

لمحات کے سانچوں میں سمٹ آئی تھیں صدیاں
"اَمروز" تھا آئینۂ فردا شبِ معراج

جلوے بھی نہ تھے عابد ومعبود میں حائل
بے واسطہ تھے بندہ و مولا شبِ معراج

ہرسُو تھے خلاؤں میں رَواں کیف کے جھونکے
تھی کہکشاں نُور کا دریا شبِ معراج

خوش کام تھے اَطراف و جوانب کے مناظر
تھی لاکھ سویروں کا سویرا شبِ معراج

پُھولوں میں بڑھا رنگ ستاروں میں تجلّی
بر آئی دو عالَم کی تمنّا شبِ معراج

وہ موجۂ گرداب تھے اَلطاف و کرم کے
ناپید تھا رحمت کا کنارا شبِ معراج

پائی نہ رُسولانِ سلف نے یہ بلندی
تھا زیرِ قدم عرشِ مُعلّٰی شبِ معراج

اللہ نے خود چشمِ پیمبر سے اُٹھایا
موجُودیّتِ خلق کا پردا شبِ معراج

اِک سمت تو اُمّت کے گناہوں پہ نظر تھی
اِک سمت سرمایۂ عقبٰی شبِ معراج

تھی اپنے شبابوں پہ بایمائے خداوند
ضَو ریزئ مہتاب و ثریّا شبِ معراج

ہر بات سے اِک بات کا اِمکان تھا روشن
ہر حسن سے سو حسن تھے پیدا شبِ معراج

اِس بات میں خاموش ہیں اَب تک کے مہندس
کس رُخ پہ بہا وقت کا دَھارا شبِ معراج

اِس اَوجِ نبوت کی خبر کس کو تھی دانش
اللہ رے اِنسان کا رُتبہ شبِ معراج

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۹؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مولانا طارق محمود صاحب کی دعوت پر قصور میں جامعہ اَنوار القرآن تشریف لے گئے اور عظمتِ قرآن اور حفاظتِ قرآن کے موضوع پر بیان فرمایا، بعد اَز نمازِ عصر روانگی ہوئی، والحمد للہ۔

۱۱؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری یٰسین صاحب کی دعوت پر رائیونڈ بائی پاس ختم نبوت کے پروگرام میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ نبوت کی اہمیت کو واضح فرماتے ہوئے مرزا ملعون کی جھوٹی نبوت اور کذب و دَجل کو واضح فرمایا۔

۱۲؍اپریل کو کراچی کے جناب حافظ فرید احمد صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی، بعد نمازِ مغرب ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور اگلے روز جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کے سالانہ اِجلاس میں شرکت کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

۱۱؍جمادی الثانی/۱۲؍اپریل بروز ہفتہ بعد مغرب جامعہ مدنیہ جدید میں عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جو رات گئے ساڑھے تین بجے تک جاری رہی جس میں ملک بھر سے علمائے کرام نے شرکت کی، ختمِ نبوت کے پروانوں نے قافلوں کی صورت میں جوق دَر جوق کانفرنس میں شرکت کی، اِس موقع پر جامعہ ہٰذا کے تقریبًا دوسو فضلائے کرام کی دَستار بندی بھی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اِس کانفرنس میں شرکت کرنے والوں اور اُس کے لیے دن رات محنت کرنے والوں کو ماجور فرمائے، آمین۔

۱۲؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ/۱۳؍اپریل ۲۰۱۴ء بروز اِتوار بعد ظہر جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اِجلاس جامعہ مدنیہ جدید میں منعقد ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اور مالیاتی اُمور پر مشاورت ہوئی، تعلیمی و مالیاتی اُمور پر اِطمینان کا اِظہار کرتے ہوئے اَرکانِ شوریٰ نے اہلِ خیر حضرات

سے تعمیراتی اُمور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اَپیل کی تاکہ دارُالاقامہ اور رہائشگاہوں کی تعمیر سے تعلیمی حالات مزید بہتر ہوسکیں، دُعائے خیر پر اِجلاس ختم ہوا، والحمدللہ۔

۱۵؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا محمد ندیم اور مولانا محمد عمران صاحب کی دعوت پر نارنگ منڈی تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ بخاری شریف کے موقع پر آخری حدیث کا درس اِرشاد فرمایا، نارنگ منڈی جاتے ہوئے حضرت صاحب نے مہتہ سوجا کے مقام پر ایک مدرسہ میں دُعا کرائی، رات ۱۲ بجے بخیریت و عافیت واپس تشریف لے آئے، والحمدللہ۔

۱۹؍اپریل کو بعد نمازِ ظہر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم جامعہ جدید حضرت کی رہائشگاہ پر تشریف لائے جہاں حضرت نے آپ کا پرتپاک اِستقبال کیا پھر بعد نمازِ عصر حضرت مولانا نے جامعہ کے طلباء سے علم کی اہمیت پر بیان فرمایا۔

۱۹؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے قصور کے مدرسہ اَنوار القرآن میں منعقد تحفیظِ قرآن کے پروگرام میں شرکت کی اور عظمتِ قرآن پر بیان فرمایا۔

۲۰؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مجلس یادگارِ شیخ الاسلامؒ پاکستان لاہور کے زیر اہتمام ہونے والے تیسرے شیخ الاسلامؒ سیمینار میں شرکت کی غرض سے ہمدرد ہال لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ نے ''حضرت مدنیؒ کی سیاسی خدمات'' کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۲۱؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی جہانزیب صاحب کی دعوت پر ختمِ نبوت کے موضوع پر خصوصی نشست سے خطاب کے لیے پنجاب یونیورسٹی تشریف لے گئے۔

۲۴؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری بابر صاحب کی دعوت پر مدرسہ خبیب بن عدیؓ رائیونڈ تشریف لے گئے اور عظمتِ قرآن کے موضوع پر مفصل بیان فرمایا۔

۳۰؍اپریل بروز بدھ صبح دس بجے جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیلِ بخاری کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور اِختتامی دُعا فرمائی۔

۳؍مئی بروز ہفتہ جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ اِمتحانات کا آغاز ہوگا، اِنشاء اللہ۔

داخلے جاری ہیں

An Islamic Heritage

(Play Group to 8th)

SUFFAH SCHOOL SYSTEM

(With Hifz-e-Quran)

A Project of Suffah Trust

بانی و مدیر

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک

Contact for Registration 9:00am to 1:00pm

اسلامی تربیت کا آغاز

SUFFAH

ISLAMIC MONTESSORI

PRE-SCHOOL 3 YEARS

Age Group : 3 ½ to 5 ½

بنیادی خصوصیات

★ حفظ وناظرہ کی معیاری تعلیم ★ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اقدار کی تعلیم وتربیت

★ دینی بنیادوں پر استوار خصوصی نصاب ★ طلبہ وطالبات کے لیے لائبریری کی سہولت

★ اسلامی اخلاق وآداب سے مزین معاشرتی ترقی کی جانب ایک قدم ★ طبی معائنے کا باقاعدہ اہتمام

Contact us:
Branch: Imam Abu Yusuf (rh)
396-G, Gulshan-e-Ravi, Lahore.
Tel: + 92 42 37 46 48 04
Cell: 0333-4249302, 0333-4432853

Head Office: Branch: Imam-e-Azam Abu Hanifa(rh) 3-Mehmood Street, Mohni Road, Lahore.
Tel: + 92 42 37 11 24 92 Cell: 0331-0070580 Web: www.suffahtrust.org E-mail: info@suffahtrust.org

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور